معلومات افواج پاکستان

مرتبہ:: فاران سعید احمد

نظر ثانی و اضافہ

امتیاز علی

☆

یہ غازی یہ تیرے پراسرار بندے
جنھیں تو نے بخشا ہے ذوق خدائی

دو نیم ان کی ٹھوکر سے دریا و صحرا
سمٹ کر پہاڑ ان کی ہیبت سے رائی

پیش لفظ

پاکستان کی مسلح افواج کا شمار دنیا کی بہترین افواج میں ہوتا ہے ۱۹۴۷ء میں جب پاکستان کا قیام وجود میں آیا تو حالات نہایت ابتر تھے، فوج کی جو یونٹیں پاکستان کو ملیں ان میں سے کسی کو بھی مکمل نہیں کہا جا سکتا تھا۔ اسلحہ اور گولہ بارود کے لئے کوئی آرڈیننس فیکٹری نہ تھی اور پاکستان کو جو حصہ ملنا تھا اس میں سے جو ملا اس کا اندازہ آپ اس سے لگا سکتے ہیں۔

	پاکستان کا حصہ	وصولی
آرڈیننس سٹورز	۱۶۰،۰۰۰ ٹن	۲۳،۲۲۵ ٹن
گاڑیاں سادہ	۱۳۳۱	۷۲
گاڑیاں بکتر بند	۲۳۹	صفر
(جن میں ۱۱۸ شرمن اور ۴۶ سٹوارٹ ٹینک بھی شامل تھے)		
گولہ بارود	چالیس ہزار ٹن سے لیکر	صفر
ساٹھ ہزار ٹن تک		
انجینئر سٹورز	۱۰۶،۵۰۰ ٹن	۳،۵۰۰ ٹن
بشمول مشینری (پلانٹ)		

وائسرائے ماؤنٹ بیٹن فوج اور اس کے ذخائر کی تقسیم میں بھارت کا طرف دار تھا۔ اور بھارت نے جو اودھم مچائی اس کا اندازہ آپ اوپر دیئے گئے اعداد و شمار سے لگا سکتے ہیں۔ یہ صحیح ہے کہ ابتداء میں پاکستانی فوج کو شدید مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔ اس کے پاس ان سب چیزوں کی کمی تھی جو فوج کو فوج کہلانے کا حقدار بناتی ہیں لیکن ایک چیز دشمن اس سے نہیں چھین سکا تھا... اور وہ چیز تھی عزم و ہمت......... اس چیز سے پاک فوج نے ہر مشکل پر قابو پایا اور ایمان، تقویٰ، جہاد فی سبیل اللہ کے جذبے سے سرشار پاک فوج ہر امتحان سے سرخرو نکلی اور آج پوری دنیا اس کی

صلاحیتوں کی معترف ہے۔

فوج کا اصل کام وطن کی سرحدوں کا دفاع ہوتا ہے۔لیکن اس کے علاوہ بھی مصیبت کی ہر گھڑی میں فوج پاکستانی قوم کے ساتھ رہی ہے۔سیلاب ہو یا دوسری قدرتی آفات، پاک فوج کے دلیر سپاہیوں نے اپنی جان ہتھیلی پر رکھ کر لوگوں کو محفوظ مقامات پر پہنچانے اور ان کے لئے خوراک پہنچانے کا فریضہ انجام دیا ہے۔اس کے علاوہ شاھراہ قراقرم پاکستانی فوج کی تعمیری صلاحیتوں، ہنر مندی، قومی جذبے اور حب الوطنی کا منہ بولتا ثبوت ہے۔

پاک فوج کے آفیسر اور جوان، خواہ ان کا تعلق آرمی سے ہو پاک بحریہ سے ہو یا وہ پاک فضائیہ سے تعلق رکھتے ہوں۔ ہر لمحہ، ہر آن ملک کے دفاع کے لئے تیار رہیں ۔تندھی اور دیانت داری سے اپنا فرض انجام دینا، اپنی ذاتی سلامتی اور آرام و آسائش کی پروانہ کرنا اور شدید انتشار اور بحرانی حالات میں منظم رہنا پاک فوج کی عظیم روایات کا حصہ ہے۔آج سیاچن گلیشیر پر پاک فوج جس گردوپیش میں دشمن کا مقابلہ کر رہی ہے وہ دور دور تک پھیلے بلند و بالا پہاڑوں اور بڑے بڑے برفانی تودوں پر مشتمل ہے جہاں کا درجۂ حرارت سردیوں میں منفی پچاس ڈگری تک گر جاتا ہے۔لیکن اس بالکل انوکھے محاذ پر پاک فوج کے سرفروش مجاہدوں نے جس جرأت اور ثابت قدمی کا مظاہرہ کیا ہے ہم اس کے شایان شان داد و تحسین ہرگز نہیں دے سکتے۔بس یہی کہہ سکتے ہیں کہ

پاکستان فوج زندہ باد

پاکستان کی مسلح افواج

PAKISTAN

ARMED FORCES

دفاع ملک کی سب سے بڑی ضرورت ہوتا ہے بالخصوص ان ممالک کے لئے جن کے سرحدی حالات اچھے نہ ہوں اور جو پہلے بھی دشمن کی جارحیت کا سامنا کر چکے ہوں انہیں اپنے دفاع سے غافل نہیں رہنا چاہیئے۔ پاکستان کا شمار بھی ایسے ہی ممالک میں ہوتا ہے اور ملک کے دفاع کی ذمہ داری مسلح افواج پر ہوتی ہے۔

مسلح افواج کے کارہائے منصبی

پاکستان کے آئین کے مطابق:۔ افواج پاکستان فیڈرل گورنمنٹ کے تابع ہونگی۔ پاکستان کو بیرونی جارحیت اور جنگ کے خلاف پاکستان کا دفاع کریں گی۔ اور جب ضرورت پیش آئے تو سول انتظامیہ کی مدد کریں گی ترمیم ۷ کی رو سے دفعہ ۲۴۵ کے تحت جب افواج پاکستان سول انتظامیہ کی مدد میں مصروف ہوں تو ان کے کردار کی کوئی باز پرس کسی عدالت سے نہ ہو سکے گی۔

افواج پاکستان کے ہیڈ کوارٹرز

بری.......... راولپنڈی

بحریہ.........اسلام آباد

فضائیہ...... پشاور

مسلح افواج کے سپریم کمانڈر

صدر پاکستان مسلح افواج کے سپریم کمانڈر ہوتے ہیں۔ وہ یہ اختیار بھی رکھتے ہیں کہ تینوں مسلح افواج کے سربراہوں اور جوائنٹ چیفس آف سٹاف کمیٹی کی تقرری اپنی مرضی سے کریں۔ نئے چیف آف سٹاف کی تقرری کے لئے روایت ہے کہ

موجودہ چیف آف سٹاف نئے چیف آف آرمی سٹاف کے تقرر کے لئے وزارت دفاع کو تین لفٹیننٹ جرنیلوں کے نام سفارش کرتا ہے۔

یہ نام وزارت دفاع کو بھجوائے جاتے ہیں جن کو پھر وزیر اعظم کی حتمی منظوری کے لئے بھیجا جاتا ہے تاہم آخری فیصلہ صدر کرتے ہیں آٹھویں ترمیم سے قبل صدر پاکستان وزیر اعظم یا کابینہ کے مشورے کے بعد مسلح افواج کے سربراہ کی تقرری کرتے تھے لیکن آٹھویں ترمیم کے بعد آئین کی دفعہ ۲۴۳ کے جز ۲ (سی) کے تحت صدر اپنی صوابدید کے تحت مسلح افواج کے سربراہ کا تقرر کرنے کا اختیار رکھتے ہیں۔

مسلح افواج کا حلف

آئین پاکستان کے مطابق مسلح افواج کا ہر رکن درج ذیل حلف اٹھائے گا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

میں.........صدق دل سے حلف اٹھاتا ہوں کہ میں خلوص نیت سے پاکستان کا حامی و وفادار رہوں گا اور اسلامی جمہوریہ پاکستان کے دستور کی حمایت کروں گا۔ جو عوام کی خواہشات کا مظہر ہے اور یہ کہ میں اپنے آپ کو کسی بھی قسم کی سیاسی سرگرمیوں میں مشغول نہیں کروں گا اور یہ کہ میں مقتضیات قانون کے مطابق اور اس کے تحت پاکستان کی بری فوج (یا بحری یا فضائی) میں پاکستان کی خدمت ایمانداری اور وفاداری کے ساتھ انجام دوں گا۔

اللہ تعالیٰ میری مدد اور راہنمائی فرمائے (آمین)

پاکستان آرمی ملک میں منظم افراد کا سب سے بڑا ادارہ ہے۔ جس نے حالت جنگ ہو یا حالت امن، ہمیشہ ملک کے لئے قابل فخر خدمات انجام دی ہیں۔ اگر لوگوں کے ذہنوں میں جنگ ستمبر ۶۵ء، جہاد کشمیر ۴۸ء اور دیگر فوجی کارنامے نقش ہیں تو امن کے دنوں میں وہ شاہراہ قراقرم جیسے عظیم کارنامے کو بھی یقیناً نہیں بھولے

ہوں گے جس کی تعمیر سے آرمی انجینئرز نے دنیا بھر سے خراج تحسین وصول کیا۔
غرض پاکستان آرمی اور اس کے مختلف ادارے ملک وملت کی سربلندی اور ترقی کے لئے قابل قدر خدمات انجام دے رہے ہیں۔ آئندہ صفحات میں پاکستان آرمی، اور اس کے مختلف اداروں کا تعارف پیش کیا گیا ہے۔

بری فوج کے ادارے

ملٹری کالج آف انجینئرنگ

ملٹری کالج آف انجینئرنگ، بری فوج کے انجینئروں کی تربیت کا ادارہ، اسے آزادی کے بعد ایک انگریز افسر لیفٹیننٹ کرنل ڈیوڈ نے سکول کے طور پر ۱۹۴۸ء میں انتہائی بے سروسامانی کی حالت میں قائم کیا۔ ۱۹۵۱ء میں انجینئرز کے افسروں نے اپنا پہلا کورس مکمل کیا۔ ۱۹۵۲ء میں عملی تجربات میں اضافہ ہوا۔ ۱۹۶۲ء میں حکومت پاکستان کے ایک آرڈی ننس کے تحت اسے کالج کا درجہ دے دیا گیا۔ اس وقت کالج کے چار بڑے شعبے ہیں۔

(۱) فیلڈ انجینئرنگ ونگ

(۲) سول انجینئرنگ ونگ

(۳) الیکٹریکل اینڈ میکینکل انجینئرنگ ونگ

(۴) ریاضی وسائنس ونگ

اس کالج سے تربیت یافتہ افسروں نے ملکی سطح پر اہم خدمات انجام دی ہیں۔ مثلاً انڈس ویلی روڈ، شاہراہ قراقرم کی تعمیر وغیرہ۔ اس کالج میں ایئر فورس، نیوی اور بری فوج کے علاوہ محکمہ جنگلات کے خصوصی کاموں کی تربیت بھی دی جاتی ہے۔ ہر سال کالج سے دوسو افراد ڈگریاں حاصل کرتے ہیں جن میں غیر ملکی بھی ہوتے ہیں۔ یہاں کے تربیت یافتہ پاکستان کے مختلف اداروں میں کام کررہے ہیں۔

سکول آف انفنٹری اینڈ ٹیکٹکس

آزادی کے وقت انفنٹری سکول بھی بھارت میں رہ گیا تھا۔ چنانچہ ۱۹۴۷ء میں اسے فوری طور پر کاکول میں قائم کیا گیا ۔۱۹۴۸ء میں اسے کوئٹہ منتقل کر دیا گیا۔ اس کے پہلے کمانڈنٹ ایک انگریز افسر کرنل جونز تھے ۔کوئٹہ میں سکول نے متعدد کورس متعارف کرائے ۔ یہی وہ ادارہ ہے جہاں فوج کے تمام جونیئر افسروں اور جوانوں کو بنیادی جنگی چالوں کی تربیت دی جاتی ہے ۔فوج کے دوسرے شعبوں کے افسروں اور جوانوں کو بھی مختلف فوجی کورس کرائے جاتے ہیں ۔

۱۹۵۷ء میں ٹیکنیکل ونگ کو سٹاف کالج سے الگ کر کے انفرادی سکول میں منتقل کر دیا گیا۔ اس کے بعد سکول کا نام سکول آف انفنٹری اینڈ ٹیکٹکس رکھا گیا۔

سکول میں تزدیرات ۔۔۔۔۔۔تدریسی طریقہ کار اور ہتھیاروں اور ساز و سامان کا مسلسل تجزیہ کیا جاتا ہے۔

آرمی میڈیکل کالج

یہ کالج ۱۹۷۷ء میں راولپنڈی میں قائم کیا گیا تھا۔ منتخب طلباء اور طالبات کو ایم۔ بی۔ بی۔ ایس کا کورس مکمل کرا کے پاکستان آرمی کی میڈیکل کور میں کمیشن دیا جاتا ہے ۔ڈاکٹری کے مختلف شعبوں میں پوسٹ گریجویٹ تعلیم آرمڈ فورسز میڈیکل کالج میں دی جاتی ہے ۔ یہ کالج ۱۹۴۷ء سے قائم ہے ۔لیکن فوجی خدمات انجام دینے کے لئے اور اس شعبے کی ترویج و ترقی کے لئے مذکورہ کالج کا قیام ناگزیر تھا۔

کالج ہذا میں داخلہ پاکستان بنیاد پر ہوتا ہے۔ اس لئے مقابلے کا امتحان منعقد کیا جاتا ہے۔ اور امیدواروں کے لئے طبی اعتبار سے موزوں ہونا نہایت ضروری ہوتا ہے ۔

منتخب امیدواروں کو میڈیکل کیڈٹ کے طور پر داخلہ ملتا ہے ۔ اس کالج کا الحاق اسلام آباد کی قائداعظم یونیورسٹی سے ہے۔

ای۔ایم۔ای کالج

الیکٹریکل اینڈ میکینکل انجینئرز کالج۔ یہ کالج ابتداء میں سکول کے طور پر ۱۹۵۷ء میں کوئٹہ میں قائم کیا گیا تھا۔اس کے قیام کا مقصد ای۔ایم۔ای کے عملے کو عسکری تربیت دینا تھا۔اس لئے ٹیکنیکل اینڈ ایڈمنسٹریشن اور ٹریننگ کورسز چلانے کا فیصلہ کیا گیا تھا ۱۹۶۲ء میں سکول ہذا میں پوسٹ ڈگری ٹریننگ کا اہتمام کیا گیا۔ ۱۹۶۵ء میں اسے کالج کا درجہ دیا گیا۔

کالج کی اپنی جدید ترین تجربہ گاہیں ہیں۔اس کا ورکشاپ ہر قسم کی گاڑیوں کی مرمت کی سہولتیں فراہم کرتا ہے۔ اس وقت یہ کالج اسلام آباد کے مضافات میں واقع ہے۔

پاکستان ملٹری اکیڈمی

یہ اکیڈمی کاکول کے مقام پر افسروں کو تربیت دینے کے لئے ۱۹۴۷ء میں قائم کی گئی اکیڈمی میں فوجی افسروں کو جوانوں کی قیادت کرنے کی خوبیوں سے آراستہ کیا جاتا ہے۔یہاں کے تربیتی کورس اس طرح مرتب کیے جاتے ہیں کہ نوجوان کیڈٹوں کے اندر نظم وضبط،وسعت نظری اور قیادت کے اوصاف پیدا ہوسکیں۔

پی۔ایم۔اے میں سب سے پہلے جن مسلمان کیڈٹوں نے حصہ لیا ان پر مشتمل ۲۰ جنوری ۱۹۴۹ء کو فرسٹ پاکستان بٹالین کے نام سے ایک بٹالین قائم کی گئی۔اس کی دو کمپنیاں تھیں۔ایک کا نام حامد اور دوسری کا طارق تھا۔

اس کالج کو یہ اعزاز بھی حاصل ہے کہ بانی پاکستان حضرت قائد اعظم یہاں تشریف لائے اور انہوں نے فرسٹ پاکستان بٹالین کا پہلا کرنل انچیف بننا منظور کر لیا۔یوں اسے قائد کی اپنی بٹالین کا نام دیا گیا۔

قائداعظمؒ نے اس موقع پر کیڈٹس سے فرمایا:

''ہمیشہ ملک کے وقار،سلامتی اور بہبود کو اولیت دو۔اس کے بعد اپنے زیر کمان

جوانوں کی سلامتی، آرام اور بہبود کا خیال رکھو۔ اور آخر میں اپنے آرام اور سلامتی کی فکر کرو"۔ اکیڈمی ہذا سے ۲۵ نومبر ۱۹۴۸ء کو کیڈٹس کا پہلا دستہ فارغ التحصیل ہوا۔ اس کا پہلا لانگ کورس ۴ فروری ۱۹۵۰ء کو ختم ہوا۔ اس موقع پر وزیر اعظم پاکستان مسٹر لیاقت علی خان نے بٹالین کو رجمنٹل کلر دیا۔ ۱۹۶۱ء میں کمانڈر انچیف جنرل محمد موسیٰ نے بٹالین کو قومی پرچم عطا کیا۔

۱۹۶۵ء اور ۱۹۷۱ء کی پاک بھارت جنگوں میں حصہ لینے والے افسر اسی اکیڈمی کے تربیت یافتہ تھے۔ اکیڈمی کے تین افسروں کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ انہوں نے پاکستان کا سب سے اعلیٰ فوجی اعزاز نشانِ حیدر حاصل کیا۔

اکیڈمی نے مختلف بین الاقوامی کھیلوں کے مقابلوں کے لئے نامور کھلاڑی پیدا کیے ہیں۔

کمانڈ اینڈ سٹاف کالج کوئٹہ

یہ بین الاقوامی ادارہ ۱۹۰۷ء میں فرنٹیئر وارفیر کے افسروں کی تربیت کے لئے عمل میں لایا گیا۔ ۱۹۰۸ء میں اسے سٹاف کالج کوئٹہ کا نام دیا گیا۔ پہلی جنگ عظیم میں اس ادارے کی حیثیت کیڈٹ کالج کی سی تھی۔ ابتداء میں اس کا کورس دو سال پر محیط تھا لیکن ۱۹۳۸ء کے بعد اس کی مدت ایک سال کر دی گئی۔

آزادی کے وقت پاکستانی انسٹرکٹر لیفٹیننٹ جنرل (بعد میں جنرل اور صدر پاکستان) یحییٰ خان تھے۔ کالج ہذا میں آرمی وار ARMY WAR کورس کا اجراء ۱۹۶۲ء میں ہوا۔

کالج کی نئی عمارت کا افتتاح ۷ اپریل ۱۹۷۶ء کو وزیر اعظم پاکستان ذوالفقار علی بھٹو نے کیا۔ اس کالج میں پاکستانی افسروں کے علاوہ دنیا کے متعدد ممالک کے فوجی افسروں کو بھی عسکری تربیت دی جاتی ہے۔

اسے پاکستان بھر میں فوجی تربیت کے سب سے بڑے ادارے کی اہمیت

حاصل ہے۔

ملٹری کالج آف سگنلز

بری فوج میں سگنلز کے محکمے کو بڑی اہمیت حاصل ہوتی ہے۔ چنانچہ اس کی اہمیت کے پیش نظر قیام پاکستان کے موقع پر ۱۹۴۷ء میں راولپنڈی میں پاکستان آرمی سکول آف سگنلز قائم کیا گیا۔ ۳۰ سال سکول کی حیثیت سے کام کرنے کے بعد ۱۹۷۷ء میں اسے کالج کا درجہ دے دیا گیا۔ اور یونیورسٹی آف انجینیر نگ اینڈ ٹیکنالوجی لاہور سے اس کا الحاق منظور ہوا۔

وہ تمام آفیسر اور سینئر ٹیکنیشنز جو ٹیلی کمیونیکیشن کے موثر عمل میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ اسی کالج سے تربیت حاصل کرتے ہیں اور پھر سروسز کے دوران کورسز کے لئے بار بار یہاں آتے ہیں۔ ٹیلی کمیونیکیشن انجینئرنگ کورس ٹیکنیکل ٹریننگ TECHNICAL TRAINING کی اے۔ سی۔ ایم۔ ای ہے۔ جو اس کالج میں دی جاتی ہے۔ کورس کو کامیابی سے پورا کرنے والے افسروں کو ٹیلی کمیونیکیشن انجینئرنگ میں بی۔ ایس۔ سی کی ڈگری دی جاتی ہے۔

۴ اپریل ۱۹۷۸ء کو اس کالج کا پہلا کانووکیشن ہوا جس سے صدر جنرل محمد ضیاء الحق نے خطاب کیا اور گریجویٹنگ ۔۔۔۔۔۔ آفیسرز کو بی۔ ایس۔ سی اور ٹیلی کمیونیکیشن انجینئرنگ کی ڈگریاں عطا کیں۔ اس کے پہلے پاکستانی کمانڈنٹ لیفٹیننٹ کرنل (بعد میں میجر جنرل) اے۔ اے قریشی تھے، جنہوں نے ۱۹۵۴ء میں کالج کی کمان سنبھالی۔ کالج میں ریسرچ کا مستقل انتظام بھی موجود ہے۔

آرمڈ کور سنٹر (نوشہرہ)

یہ سنٹر قیام پاکستان کے بعد اس وقت یکم جنوری ۱۹۴۸ء کو معرض وجود میں آیا جب آرمڈ کور کا عملہ افسر اور ساز و سامان جنوبی ایشیا کے مختلف حصوں میں بکھرا پڑا تھا۔ لیکن پاک فوج کے جیالوں کی انتھک محنت کی وجہ سے اسے ہوم آف آرمر کا

رتبہ دیا گیا۔ ایک تربیت گاہ کی حیثیت سے اس ادارے نے اپنی ذمہ داریوں کو بڑی خوبی سے نبھایا ہے۔ اسے قائداعظمؒ کی میزبانی کا شرف بھی حاصل رہا ہے۔ انہوں نے ۱۲ اپریل ۱۹۴۸ء کو یہاں کے سٹاف اور زیرتربیت رنگروٹوں سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا تھا۔

''رسالے کو ہمیشہ فوج کے ہراول دستے کی حیثیت حاصل رہی ہے۔ گھوڑوں کے زمانے میں بھی اور آج بھی رسالہ حملے کی قیادت کرتا ہے۔ یہ اہم کردار سرانجام دینے کے لئے ضروری ہے کہ رسالے میں جتنے افسر اور جوان ہوں، سب کے سب چیدہ اور بہترین ہوں۔''

اس نے زمانہ امن میں اپنے فرائض نہایت احسن طریقے پر انجام دیے۔ رن کچھ اور جنگ ستمبر ۱۹۶۵ء وہ معرکے ہیں جن میں آرمڈ کور سنٹر اور سکول کے عملے اور ٹینکوں نے بھرپور حصہ لیا۔ اور اپنا لوہا منوایا۔ ۴ اپریل ۱۹۶۳ء کو اسے نیشنل سٹینڈرڈ اور پھر رجمنٹل کلر دیا گیا۔ ۱۸ اپریل ۱۹۷۹ء کو صدر ضیاء الحق نے اسے رجمنٹل کلر کا اعزاز عطا کیا۔

کیڈٹ کالج حسن ابدال

یہ پاکستان کا پہلا کیڈٹ کالج ہے۔ اس کا قیام ۱۹۵۴ء میں عمل میں آیا۔ یہ ۱۸ ایکڑ اراضی پر پھیلا ہوا ہے۔ اس کی عمارتوں میں شاندار مسجد، دومنزلہ تعلیمی بلاک، تین سائنس لیبارٹریاں، ایک آڈیٹوریم، ۹ ہوسٹلز، دو ڈائننگ ہال، ایک اوپن ائیر تھیٹر، سوئمنگ پول، ہسپتال، سٹاف روم، ڈاک خانہ، ورکشاپ سٹور، رہائشی مکانات اور دیگر عمارات شامل ہیں۔

اس ادارے کا مقصد ایسی ہمہ گیر تعلیم و تربیت کے ذریعے جو قائدانہ صلاحیتوں کو ابھارنے اور افراد کے نظم و نسق کی صلاحیت پیدا کرنے کے لئے مرتب کی گئی، اعلیٰ کردار، دیانتدارانہ طرز فکر، احساس ذمہ داری، شک وشبہ سے بالاتر مضبوط کردار تعمیر

کر کے ایسے افراد پیدا کرنا ہے جو ملک کی خدمت کرنے کے لئے پوری طرح مسلح ہوں۔

کیڈٹ کالج کے قیام پر اس کے طلباء کی تعداد ۲۴۰ تھی۔ جو اس وقت بڑھ کر ۵۰۰ تک پہنچ چکی ہے۔ کالج کی انتظامیہ کے مطابق ادارے کا مقصد محض کیڈٹ کی تعلیم ہی نہیں، بلکہ قومی فرائض کی تکمیل بھی ہے۔ اصل امتحان تو اس وقت ہوتا ہے جب اس ادارے کے طلباء زندگی کے میدان میں نکلتے ہیں اور اپنی صلاحیتوں کا بھر پور مظاہرہ کرتے ہیں۔

یہاں ہمہ گیر اور ہمہ جہت تعلیم دی جاتی ہے۔ اور اپنے مقصد کو حاصل کرنے کے لئے کیڈٹوں کو ۵ بجے صبح سے ساڑھے دس بجے رات تک مفید اور صحت مندانہ مشاغل میں مصروف رکھا جاتا ہے۔

سکول آف آرٹلری (نوشہرہ)

اس سکول کا قیام یکم دسمبر ۱۹۴۷ء کو نوشہرہ میں عمل میں آیا۔ یہ توپخانے کا تربیتی ادارہ ہے۔ ۱۹۷۷ء سے اس سکول میں کمپیوٹر سسٹم رائج کیا گیا۔ یہاں نئے سازو سامان اور فنی سہولتوں کے مطابق نئے افراد کو متعدد سہولتیں فراہم کی جاتی ہیں۔

سکول ہر سال گیارہ کورس چلا رہا ہے جن کے ذریعے ۲۰۰ سے اوپر افراد، ڈیڑھ سو سردار صاحبان اور عہدیدار تربیت حاصل کر رہے ہیں۔

اسلامی ممالک کے افسر بھی تربیت حاصل کرنے کی غرض سے یہاں آتے ہیں۔

آفیسرز ٹریننگ سکول منگلا

یہ ابتداء میں ۱۹۴۹ء میں کوہاٹ میں قائم کیا گیا تھا۔ بعدازاں ۱۹۸۱ء میں اسے منگلا منتقل کردیا گیا۔

فرنٹیئر ورکس آرگنائزیشن

اس کا قیام ۱۹۶۸ء میں عمل میں آیا یہ آرمی انجینئرز کا ایک بازو ہے۔اس نے کثیر المقاصد قومی منصوبوں پر عمل کر کے قومی ترقی میں بڑی خدمات انجام دی ہیں۔ شاہراہ قراقرم کی تعمیر اس کے لئے پہلا چیلنج تھا جسے اس نے کامیابی سے مکمل کیا۔ اس سڑک کی تعمیر کے لئے ادارے کو کٹھن حالات میں کام کرنا پڑا۔ پہاڑ کاٹنے پڑے اور برف پوش چوٹیوں کو سر کرنا پڑا۔تب کہیں جا کر یہ سڑک ۱۹۷۸ء میں پایۂ تکمیل کو پہنچی۔شاہراہ قراقرم کی تکمیل پر حکومت نے اس تنظیم کو جو مثالی قوت کی حیثیت اختیار کر چکی تھی۔اور جس کے پاس اعلیٰ تربیت یافتہ افراد تھے۔فوجی اہمیت کے کئی اہم ترقیاتی منصوبے سونپنے کا فیصلہ کیا۔۱۹۷۹ء کے بعد فرنٹیئر ورکس آرگنائزیشن نے مقابلے کی بنیاد پر کھلے ٹینڈروں کے ذریعے سرکاری اور نیم سرکاری تنظیموں سے ٹھیکے حاصل کرنے شروع کیے۔قیام کے وقت سے اب تک یہ ادارہ ۴۵۰۰ ملین روپے کے تعمیراتی منصوبے مکمل کر چکا ہے۔

فرنٹیئر آرگنائزیشن نہ صرف ملک کے ان دور دراز حصوں جہاں تک رسائی ممکن نہیں،سڑکیں اور ڈیم تعمیر کرتی ہے بلکہ ملک بھر میں مختلف نوعیت کے ہوائی اڈوں کی تعمیر میں بھی بڑھ چڑھ کر حصہ لے رہی ہے۔

ہیوی ری بلڈ فیکٹری ٹیکسلا

اس فیکٹری کا افتتاح صدر پاکستان جنرل محمد ضیاء الحق نے نومبر ۱۹۷۹ء کو کیا۔ یہ پاکستان کی پہلی ہیوی ری بلڈ فیکٹری ہے۔پچاس ہزار مربع میٹر رقبے پر پھیلی ہوئی یہ فیکٹری عوامی جمہوریہ چین کے تعاون سے ساڑھے تین سال میں مکمل ہوئی تھی۔ اسلحے کی مرمت اور اسے دوبارہ استعمال کے قابل بنانے کے لئے یہ فیکٹری انتہائی اہمیت کی حامل ہے۔فیکٹری فالتو پرزوں کی تیاری میں نجی صنعتوں کی بھی مدد کرتی ہے۔اور انہیں ہر طرح کے نئے مشورے دیتی ہے۔پرائیویٹ فرموں کو جدید

سہولتوں کی تنصیب میں تکنیکی واقفیت اور مدد فراہم کرنا بھی اس کے فرائض میں شامل ہے۔تا کہ یہ اپنی اہلیت اور کوالٹی کنٹرول کو بہتر بنا سکیں۔ان سہولتوں نے ان فرموں کو اس قابل بنا دیا ہے کہ وہ اپنی پیداوار بڑھا سکیں اور اپنی مصنوعات کا معیا بلند کر سکیں۔ٹیکسلا پروجیکٹ نجی صنعت کو مختلف قسم کی وہ جدید تکنیکی سہولتیں فراہم کرنے کے قابل ہے جن کا پہلے پاکستان میں وجود تک نہ تھا۔

اس فیکٹری کا قیام عوامی جمہوریہ چین کے مالی تعاون اور ادارے کے چیئر مین جنرل شبیر حسین شاہ کی ذاتی محنت کے بدولت عمل میں آ سکا ہے۔اس فیکٹری کے بنانے میں چین نے نہ صرف دوستی کا ثبوت فراہم کیا ہے بلکہ پاکستان کو اپنے پاؤں پر کھڑا کرنے کے لئے یہ ایک بہت اہم قدم بھی ہے۔اور یوں یہ پاک چین دوستی کی زندہ مثال ہے۔

اس کے ساتھ ایک رہائشی کالونی بھی ہے۔جس میں سکول،میڈیکل کلینک، پارک وکھیل کے میدان اور دوسری سہولتیں بھی میسر ہیں۔اس میں ایک مسجد بھی ہے۔

....

آرمی ویلفیئر ٹرسٹ

پاک فوج ملک میں افرادی قوت کے سب سے بڑے حصے کو روزگار فراہم کرنے والا ادارہ ہے۔جدید عسکری علوم میں بڑھتی ہوئی ضروریات اور تکنیکی فرائض کی تربیت کے ساتھ فوج کو اس افرادی قوت کی انسانی ضروریات کا بھی خیال رکھنا ہوتا ہے۔چنانچہ اس مقصد کے حصول کے لئے ۱۵ اکتوبر ۱۹۷۱ء کو آرمی ویلفیئر ٹرسٹ کے نام سے ایک ادارہ رجسٹرڈ کرایا گیا۔

ٹرسٹ کے قیام کا مقصد ریٹائرڈ فوجی ملازمین کو شہری زندگی میں ازسرنو قدم جمانے کے لئے درپیش مسائل سے عہدہ برآ ہونا ہے۔

ٹرسٹ کے نظم و نسق کے لئے ایک انتظامی کمیٹی موجود ہے۔ اس کمیٹی کے چیئر مین ایڈ جوئنٹ جنرل ہیں۔ جب کہ جنرل ہیڈ کوارٹرز کے تین پرنسپل سٹاف آفیسر اس کے ارکان ہوتے ہیں۔ عام امور کی انجام دہی کے لئے ایک بورڈ آف ڈائریکٹرز قائم ہے۔

فوج کی فلاح و بہبود کے منصوبے دو واضح شعبوں میں روبہ عمل ہیں۔

فوجی زرعی فارم اور صنعت و حرفت

زرعی فارم ضلع ساہیوال..........اور ہربنس پورہ لاہور اور صوبہ سندھ میں گدو بیراج اور گھوٹکی میں ہیں۔ سب سے بڑا فارم پروین آباد ساہیوال میں ہے جو دس ہزار ایکڑ رقبے پر محیط ہے۔

آرمی ویلفیر ٹرسٹ کے پاس ایک مل (فیصل آباد) انجینئرنگ انڈسٹری سائیکل سازی، کاٹن جننگ اور تیل نکالنے کی ملیں ہیں۔

ٹرسٹ نے ایک ٹریول ایجنسی بھی قائم کی ہے۔

فوجی فرٹیلائزر کمپنی لمیٹڈ

اس کا قیام ۱۹۷۸ء میں فوجی فاؤنڈیشن نے ڈنمارک کے میسرز ہیلڈر ٹولیوئی کے تعاون سے کیا۔ اس کے ساتھ ڈنمارک انڈسٹرلائزیشن فنڈز، پاک کویت انوسٹمنٹ کمپنی کا اشتراک بھی اسے حاصل ہے۔ فوجی فاؤنڈیشن کے حصص کی مقدار ۳۹.۱۲ فیصد ہے۔

یہ فوجی فاؤنڈیشن کا عظیم ترین منصوبہ ہے اور ملک میں پرائیویٹ سیکٹرز کا سب سے بڑا منصوبہ بھی۔ اس کا قیام ۳۰۰ کروڑ روپے سے عمل میں آیا۔ اس کا واحد مقصد یہ ہے کہ ملک کو یوریا کھاد کے سلسلے میں خود کفیل بنایا جائے تا کہ زرمبادلہ کی بچت ہو اور ملک زرعی لحاظ سے بھی اپنے پاؤں پر کھڑا ہو سکے۔

اس کا پلانٹ ماچی گوٹھ (صادق آباد، رحیم یار خاں) میں ۱۵۷۵ ایکڑ رقبے پر

پھیلا ہوا ہے۔ اور یہ ایمونیا اور یوریا تیار کرنے والا ملک میں واحد پلانٹ ہے۔ یہ فی یوم ایک ہزار میٹرک ٹن ایمونیا اور ۱۷۲۵ میٹرک ٹن یوریا تیار کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے۔ اس پلانٹ نے ۱۹۸۲ء میں کھاد کی تیاری شروع کی اور ۱۹۸۷ء کے اواخر تک یہ پلانٹ ۲.۹۸ ملین ٹن کھاد تیار کر چکا تھا۔ اس کے ۹ سیل ریجن اور ۳۸ ڈسٹرکٹ ہیں۔

گذشتہ پانچ برسوں میں ۳ لاکھ ۲۷ ہزار ٹن یوریا چین، بنگلہ دیش، ایران، بھارت، تھائی لینڈ، سری لنکا، فلپائن اور تنزانیہ کو برآمد کیا گیا اور قیمتی زرمبادلہ کمایا گیا۔ اسکے ملازمین کی تعداد ۱۳۰۰ ہے۔

یہاں زرعی لیبارٹری بھی موجود ہے۔ اس کا صدر دفتر، راولپنڈی میں اور مارکیٹنگ ڈویژن لاہور میں ہے۔ سونا یوریا اس کی مشہور کھاد ہے۔

....

پاکستان آرمی کا تنظیمی ڈھانچہ

پاکستان آرمی کا تمام تر انتظام جی۔ایچ۔کیو یعنی جنرل ہیڈکوارٹرز راولپنڈی کے سپرد ہوتا ہے۔اور زمانہ امن اور جنگ میں بری فوج اس کی ہدایات پر عمل کرتی ہے۔فوج کی کمان اور نظم وضبط چیف آف سٹاف کے تحت ہوتا ہے جس کی مدد کے لئے درج ذیل شعبوں کے سربراہوں کا تعین کیا گیا ہے۔

۱۔جنرل سٹاف برانچ۔

۲۔ایڈ جوٹنٹ جنرل برانچ۔

۳۔کوارٹر ماسٹر جنرل برانچ

۴۔ماسٹر جنرل آف آرڈیننس برانچ

۵۔انجینئر ز چیف برانچ

۶۔ملٹری سیکریٹری برانچ

اس میں سے پہلے چار شعبوں کے سربراہ چیف آف آرمی سٹاف کے پرنسپل سٹاف آفیسرز ہوتے ہیں۔جبکہ باقی دو شعبے براہ راست پرنسپل سٹاف آفیسرز کے ماتحت نہیں۔ان کا مختصر حال درج ذیل ہے:

۱۔چیف آف جنرل سٹاف

جنرل سٹاف برانچ کا سربراہ ایسے معاملات کا ذمہ دار ہے جن کا تعلق ملٹری پلاننگ یعنی فوجی منصوبوں سے ہو۔یہ برانچ پاکستان آرمی کی تنظیم اور تقسیم کی ملک بھر میں ذمہ دار ہے۔تاکہ اندرونی معاملات اور جنگ کے معاملات ٹھیک طریقے سے انجام پاسکیں۔جنگ کے معاملات اور تمام فوجی منصوبوں کی ہدایات اس برانچ کی جانب سے دی جاتی ہیں۔جنگی سازوسامان اور اس سے متعلق دیگر تمام شعبے بھی اس کے زیر کنٹرول ہیں۔مسلح افواج کی تربیت کا بندوبست بھی یہ ادارہ کرتا ہے۔ان تمام معاملات کو بخوبی سرانجام دینے کے لئے ادارے کے سربراہ کے ماتحت درج

ذیل ڈائریکٹرز ہوتے ہیں:

۱۔ڈائریکٹر آف سٹاف ڈیوٹی

۲۔ڈائریکٹر آف ملٹری آپریشنز

۳۔ڈائریکٹر آف بری وفضائی امور جنگ

۴۔ڈائریکٹر آف ملٹری انٹیلی جنس

۵۔ڈائریکٹر آف ملٹری ٹریننگ

۶۔ڈائریکٹر برائے تحقیق وترقی

۷۔ڈائریکٹر برائے فوجی تعلیم

۸۔ڈائریکٹر برائے فوجی سازوسامان ومتعلقہ امور

۹۔ڈائریکٹر بجٹ

۱۰۔ڈائریکٹر برائے مسلح تنظیم

۱۱۔ڈائریکٹر برائے توپ خانہ

۱۲۔ڈائریکٹر برائے فوجی ہوابازی

۱۳۔ڈائریکٹر آف سگنلز

۱۴۔ڈائریکٹر آف انفنٹری

۱۵۔ڈائریکٹر نیشنل سروسز

۱۶۔ڈائریکٹر تعلقات عامہ

۲۔ایڈجوٹنٹ جنرل

ایڈجوٹنٹ جنرل آرمی کے انتظام،فوج میں بھرتی،اورفوج کے مختلف اداروں کے معاملات کا ذمہ دار ہے۔اس کا تعلق براہ راست فوجیوں کی تنخواہ،رخصت، ترقیوں،پنشن،نظم وضبط،فلاح و بہبود،جنگی قیدیوں،فوج کے مختلف اعزازات اور اس ضمن میں دیگراہم معاملات سے ہے۔اس کے علاوہ فوجیوں کی صحت کا خیال

رکھنا بھی اس کی ذمہ داری ہے جس کے لئے ڈائریکٹر برائے میڈیکل سروسز اس کا معاون ہے۔فوج کے قانونی معاملات کا ذمہ دار بھی ایڈ جوٹنٹ جنرل ہوتا ہے۔اس کے لئے جج ایڈووکیٹ جنرل اس کا مشیر ہوتا ہے۔وہ فوجی فاؤنڈیشن کے انتظام و دیگر امور کی کمیٹی کا غیر سرکاری چیئرمین بھی ہوتا ہے۔اس کی معاونت درج ذیل ڈائریکٹرز کرتے ہیں:

۱۔ڈائریکٹر آف پرسنل ایڈمنسٹریشن

۲۔ڈائریکٹر آف پرسنل سروسز

۳۔ڈائریکٹر ویلفیئر و امور معذوراں

۴۔ڈائریکٹر میڈیکل سروسز

ڈائریکٹر برائے تنخواہ، پنشن اور اکاؤنٹس

۶۔ڈائریکٹر آف ریگولیشنز اینڈ فارمز ۷

۷۔ڈائریکٹر آف سویلین پرسائل

۳۔کوارٹر ماسٹر جنرل

کوارٹر ماسٹر جنرل فوج کے لئے سامان رسد کی فراہمی، ایندھن و اس سے متعلق دیگر امور کا ذمہ دار ہوتا ہے۔افواج کی نقل و حرکت، فوج کے شعبوں کی ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقلی، فوج میں ڈاک کا نظام و دیگر امور اس کے ذمہ ہوتے ہیں۔اس کی مدد درج ذیل چار ڈائریکٹرز کرتے ہیں:

۱۔ڈائریکٹر آف کوارٹرنگ

۲۔ڈائریکٹر آف لاجسٹکس

۳۔ڈائریکٹر سپلائی اینڈ ٹرانسپورٹ

۴۔ڈائریکٹر ری مونٹ، ویٹرنری، اینڈ فارمز

۵۔ڈائریکٹر آف وارکس اینڈ انجینئرز

۶۔ڈائریکٹر آف ملٹری لینڈ اینڈ کنٹونمنٹ

۴۔ماسٹر جنرل آف آرڈیننس

ماسٹر جنرل آف آرڈی نینس فوجی اسلحہ کی فراہمی، انتظام،فوجی ڈپوؤں کی دیکھ بھال، پروکیورمنٹ،فوجی گاڑیوں کی دیکھ بھال اورمرمت اس ضمن کے دیگر امور کا ذمہ دار ہوتا ہے۔اس کی مدد درج ذیل تین ڈائریکٹرز کرتے ہیں۔

۱۔ڈائریکٹر آف آرڈیننس سروسز

۲۔ڈائریکٹر آف الیکٹریکل اینڈ میکینکل انجینئرنگ

۳۔ڈائریکٹر آف انسپکشن اینڈ ٹیکنالوجی ڈویلپمنٹ

جنرل ہیڈکوارٹرز میں دیگر شعبوں کے سربراہ جو پرنسپل سٹاف آفیسرز میں شمار نہیں کیے جاتے۔درج ذیل ہیں۔

۱۔انجینئر زان چیف

۲۔ملٹری سیکریٹری

۳۔جج ایڈووکیٹ جنرل

....

پاک بحریہ کا بنیادی اوراہم فریضہ ملک کے سمندروں کی حفاظت ہے۔جو وہ پاکستان آرمی اور پاک فضائیہ کے تعاون سے بخوبی انجام دے رہی ہے۔۱۹۶۵ء اور ۱۹۷۱ء کی جنگوں میں پاک بحریہ نے اپنے محدود وسائل کے باوجود دشمن کا نہ صرف بخوبی مقابلہ کیا بلکہ اسے بھاری جانی و مالی نقصان بھی پہنچایا۔پاک بحریہ آج بھی اپنا فرض بخوبی یادرکھتے ملک وملت کو درپیش ہر چیلنج کا مقابلہ کرنے کے لئے تیار ہے۔اورپاک بحریہ کے مختلف ادارے شب وروز قوم کی خدمت میں مصروف ہیں۔ آئندہ صفحات میں پاک بحریہ کا تعارف و دیگر معلومات فراہم کی گئی ہیں۔

پاک بحریہ

بری فوج اور فضائی فوج کی طرح اس کے ذمے ملک کے ساحلوں اور پانیوں کی حفاظت ہے۔قیام پاکستان کے وقت اس کی حالت اتنی تسلی بخش نہ تھی جتنی آج ہے۔اس کی شاندار کارکردگی کا اندازہ جنگ ستمبر ۱۹۶۵ء میں بھارتی بحریہ کو مفلوج کرنے سے لگایا جا سکتا ہے۔

پاک بحریہ کے ذمے درج ذیل فرائض ہیں۔

۱۔ پاکستان کی سمندری حدود اور ساحلی علاقوں کی حفاظت کرنا۔

۲۔ بحری فوج کے عملے میں فوجی تربیت کا اعلیٰ معیار قائم کرنا

۳۔ حسب ضرورت جنگی جہاز اور ساز و سامان فراہم کرنا۔

۴۔ جنگ کی صورت میں دشمن کی بحریہ سے مقابلہ کرنا اور اسے اپنی حدود سے دور رکھنا۔

پاک بحریہ کا بیڑہ

پاک بحریہ کے بیڑے میں سطح آب پر چلنے والی یونٹیں ہیں۔ چھ گیرنگ کلاس اور ایک کاؤنٹی کلاس تباہ کن جہاز بھی ہیں۔ برطانیہ کے ساختہ چھ لینڈر کلاس فریگیٹ حال ہی میں خریدی گئی ہیں۔ سطح آب پر چلنے والی دیگر یونٹوں میں سوپرز، میزائل، پٹرول کرافٹ اور بیڑے کو مدد دینے والے معاون یونٹ شامل ہیں۔

بحریہ کا نمایاں دندان شکن حصہ تباہ کن سکواڈرن کا ہے۔ان تباہ کن جہازوں کا بنیادی کردار تارپیڈو بردار چھوٹے اور تیز رفتار کشتیوں کے حملے کے خلاف فلیٹ کا دفاع کرنا ہے۔ دشمن کے ساحلوں پر بمباری کرنے کے علاوہ سطح آب پر چلنے والے دشمن کے جہازوں کی لڑاکا توپوں کا جواب دے سکتے ہیں۔

وہ تجارتی جہازوں کی حفاظت کے علاوہ سمندر میں دوسرے کئی ضروری اقدام کرنے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔ یہ دو ہزار ٹن سے چھ ہزار ٹن کے مختلف سائزوں کے

ہوتے ہیں اور میزائلوں، توپوں، تارپیڈوں، آبدوز شکن راکٹوں اور ہیلی کاپٹروں وغیرہ سے لیس ہوتے ہیں۔ ان کی زیادہ سے زیادہ رفتارتیس سمندری میل (فاٹ) ہوتی ہے۔

بحری بیڑے میں مائین سوپیرز بھی ہیں۔ ان میں سرنگوں کو صاف کرنے کے لئے مختلف میکینکل، الیکٹریکل اور دوسرے آلات لگے ہوتے ہیں۔

سمندری سرنگوں میں لائی گئی حالیہ تبدیلیوں نے ان کے ایک روایتی مارٹن سوئیپر کے کردار کو پرخطر اور کس قدر غیر موثر بنا دیا ہے۔ اس لئے ان کو ایک نئی قسم کے جہاز مائن ہنٹر سے بدل دیا گیا ہے۔

بحری جہاز کے پٹرول کرافٹ سکواڈرن میں چھوٹے آبدوز شکن جہاز بھی شامل ہیں۔ جن پر سوناء کے آلات اور آبدوز شکن راکٹ نصب ہوتے ہیں۔ انہیں سب طیارے کہا جاتا ہے۔

بحریہ میں جہازوں کو سازو سامان کی فراہمی اور مواصلاتی نظام رواں رکھنے کا ایک منظم اور وسیع ادارہ بھی قائم ہے۔ جب جہازوں کو بندرگاہ تک واپس آنے کا موقع نہ مل سکے تو ان کی ضروریات انہیں سمندر میں فراہم کردی جاتی ہیں۔ اس ضمن میں فلوٹنگ، ڈاکس، مرمت کے جہاز اور فلیٹ ٹگز قابل ذکر ہیں۔

پاکستان بحریہ کے پاس زیر آب رہ کر کاروائی کرنے والی آبدوز بھی ہے۔ اس وقت جدید غیر ملکی آبدوزوں کی ایک قابل لحاظ فورس موجود ہے۔ ان کے جدید ٹریکنگ نظام اور کمپیوٹرائز آلات سے ہدف کا ٹھیک ٹھیک پتا چلانا اور دشمن کے جہازوں کو جو ان کے زیر آب تباہ کن ہتھیاروں کی زد میں آتے ہیں، برباد کرنا ایک یقینی عمل ہے۔ یہ آبدوزیں دشمن کے سمندر میں جا کر جارحانہ اقدام کرنے کی صلاحیت بھی رکھتی ہیں۔ بحریہ کی زیر آب فورسز میں کمانڈوز کا سپیشل گروپ بھی شامل ہے۔ ہدف کی تباہی، دشمن کے علاقے میں خوف و ہراس پیدا کرنا، جارحیت کے

دوران دخل اندازی، اور توڑ پھوڑ کی کاروائیاں کرنا، ایسی کاروائیاں جنگ چھڑ نے سے پہلے بھی کی جاسکتی ہیں۔ اپنی اہم تنصیبات کا دفاع بھی ان کی ذمہ داری میں شامل ہے۔

بحریہ کے فضائی شعبے میں فوکر، اٹلانٹک اور ہیلی کاپٹرز شامل ہیں۔

بحری بیڑے کے معاون شعبے

آبدوز سکواڈرن

پاک بحریہ کے پاس اس وقت جدید روایتی آبدوزوں کی ایک قابل ذکر فورس موجود ہے۔ ان میں اتنی صلاحیت موجود ہے کہ ایک لمبے عرصے تک سمندر میں رہ کر دشمن کے خلاف کاروائی کرسکتی ہیں۔ ان کے جدید ٹریکنگ سسٹم اور کمپیوٹرائزڈ آلات سے ہدف کا ٹھیک ٹھیک پتا چلانا اور دشمن کے جہازوں کو، جو ان کے زیر آب تباہ کن ہتھیاروں کی زد میں آتے ہیں، برباد کرنا ایک یقینی عمل ہے۔

....

۲۔ نیول کمانڈوز

بحریہ کی زیر آب فورسز میں بحریہ کے کمانڈوز جن کا تعلق سپیشل گروپ سے ہے۔ قابل ذکر تعداد موجود ہے۔ ان جیالوں کو کسی بھی قسم کی کاروائی تفویض کی جاتی ہے۔ مثلاً ہدف کی تباہی، دشمن کے علاقے میں خوف وہراس پھیلانا۔ جارحیت کے دوران دخل اندازی کرنا وغیرہ۔

۳۔ بحریہ کا فضائی شعبہ

بحریہ کے فضائی شعبے میں تین بنیادی قسم کے طیارے ہیں۔ یعنی (۱) فوکر (۲) اٹلانٹک (۳) ہیلی کاپٹرز۔ فوکر طیارے بنیادی طور پر سمندر پر نگہداشت کے فرائض انجام دیتے ہیں۔ ان میں بحری نگرانی کا ریڈار، اور جہاز کو درست طریقے سے چلانے کا نظام نصب ہوتا ہے۔ اٹلانٹک طیارہ اٹھارہ گھنٹے تک فضا میں پرواز

کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے۔اس کا بنیادی کام جنگ کے دوران سمندر پر گشت کرنا اور دشمن کی نقل وحرکت کا پتہ لگانا ہے۔خاص طور پر آبدوز کا کھوج لگاتا ہے۔ ہیلی کاپٹروں میں سی کنگ اور ایلوئٹ شامل ہیں۔سی کنگ اپنی نوعیت میں دنیا میں سب سے زیادہ ترقی یافتہ اور جدید ہیلی کاپٹر ہیں۔ان میں ایسے ریڈار نصب ہیں جن سے سطح آب پر ہدف کا پتا لگایا جا سکتا ہے۔ایلوئٹ ہیلی کاپٹروں کو تباہ کن جہازوں کے عرشے پر سے استعمال کیا جاتا ہے۔یہ سمندری مہمات اور سطح آب پر نگرانی میں بے حد مفید ثابت ہوتا ہے۔

۴۔ملکی پیداوار

پاکستان نیوی کا اپنا ڈاکیارڈ ہے۔جہاں جہازوں کی مرمت، دیکھ بھال اور تعمیر نو کی ضروریات بہم پہنچانے کا انتظام موجود ہے۔اس نے فلوٹنگ ڈاکس، مقناطیسی اثر زائل کرنے والے جہاز، چھوٹی کشتیاں اور چھوٹے جہاز تعمیر کئے ہیں۔

مشترکہ مشقیں

پاک بحریہ ہر سال جنگی مشقوں کا اہتمام کرتی ہے اور ان میں ہو بہو جنگی ماحول کا سامان پیدا کیا جاتا ہے۔پاک بحریہ کے تمام جنگی جہاز، آبدوزیں اور طیارے اس مشترکہ مشق میں حصہ لیتے ہیں۔یہ مشقیں ہر درجے کے افسروں اور سیلروں کی انفرادی اور اجتماعی کارکردگی کے مجموعی نتائج فراہم کرتی ہیں۔

....

پاکستان بحریہ کے ادارے

پی این ایس کارساز

یہ پاک بحریہ کا انجینئرنگ اور الیکٹریکل تربیتی کمپلیکس ہے۔اس کا قیام ۱۹۵۴ء میں منوڑہ میں عمل میں آیا تھا۔۱۹۶۶ء میں نیول ٹیکنیکل کالج کا اضافہ کیا گیا۔سگنل سکول، سپلائی اور سیکرٹریٹ سکول اور جسمانی مشق کے سکول بھی اس کے اندر واقع ہیں۔

پی این ایس رہبر

یہاں پاکستان نیول اکیڈمی قائم کی گئی ہے۔یہاں افسروں کو تربیت دینے کی تمام تر سہولیات موجود ہیں۔

پی این ایس ہمالیہ

قدیم اور بڑا تربیتی ادارہ ہے۔اس میں کئی ایک دوسرے پیشہ ورانہ سکول، افسروں، جہاز رانوں اور ملاحوں کے لئے قائم کئے گئے ہیں۔ان میں نشانہ بازی، تارپیڈو اور اینٹی سب میرین سکول بھی شامل ہیں۔اس کا شمار ایشیا کے بہترین اداروں میں ہوتا ہے۔یہاں غیر ملکیوں کو بھی تربیت دی جاتی ہے۔

پی این ایس تیمور اور ٹیپو سلطان

یہ پاک بحریہ کے تباہ کن جہاز ہیں۔ہر ایک کا عملہ ۲۷۰افراد پر مشتمل ہوتا ہے۔یہ ۳۲ ناٹ فی گھنٹہ کی رفتار سے سفر کرتے ہیں۔ہر ایک کا وزن ۳۵۰۰ ٹن ہے۔ان میں جو جنگی اسلحہ ہوتا ہے۔اس میں لمبے رینج کی توپیں، طیارہ شکن توپیں، اور آبدوز شکن توپیں شامل ہیں۔

پی این ایس بابر

یہ جہاز افسروں، کیڈٹس، ملاحوں اور دوست ممالک کے بحریہ کے افسران کو

تربیت دینے کے لئے استعمال کیا جاتا ہے۔ اسے نومبر ۱۹۶۳ء میں شاہی بحریہ کے سپرد کیا گیا تھا۔ پاکستان بحریہ نے اسے ۱۹۸۲ء میں حاصل کیا تھا۔ اس کی لمبائی ۵۲۰۵ فٹ چوڑائی ۵۴ فٹ اور وزن ۶۲۰۰ ٹن ہے۔ اس میں زمین سے فضاء میں مار کرنے والا میزائل سسٹم بھی موجود ہے۔

پاکستان نیول سٹاف کالج

اعلٰی تربیت کا یہ ادارہ ۱۹۷۰ء میں پی۔ این۔ ایس کارساز کے قریب قائم کیا گیا تھا۔ اس کے نصاب میں فوج کی دوسری شاخوں کا علم اور پاکستان سے متعلق عالمی، جغرافیائی، سیاسی، سماجی اور معاشی معاملات سمیت اعلٰی محکموں کی تعلیم دی جاتی ہے۔

پاکستان میری ٹائم سیکیورٹی ایجنسی

بحری تحفظ کے اس ادارے کا افتتاح سابق وزیراعظم پاکستان جناب محمد خان جونیجو نے یکم جنوری ۱۹۸۷ء کو کیا تھا۔ اس کا افتتاح کرتے ہوئے وزیراعظم نے سمندر میں کام کرنے والوں اور ماہی گیروں کو یقین دلایا کہ اس ایجنسی کے قیام کے بعد وہ کسی قسم کا خوف محسوس نہ کریں۔

وزیراعظم نے میری ٹائم سیکیورٹی ایجنسی کے علاوہ جہاز اور گن بوٹس کا بھی افتتاح کیا۔ اس ادارے کے قیام کے جو فائد حاصل ہوئے ان میں سے چند ایک یہ ہیں:

۱۔ سینکڑوں افراد کو روزگار مہیا ہوا۔

۲۔ سندھ اور بلوچستان کے ماہی گیروں کو تحفظ ملا اور وہ نہایت یکسوئی سے اپنا کاروبار کرنے لگ گئے۔

۳۔ سمندر میں تیل کی تلاش کرنے والوں کی حفاظت بھی اس کے فرائض میں شامل ہے۔

۴۔ سمندری وسائل کی تلاش میں آسانیاں پیدا ہو گئیں۔

۵۔ ساحلی علاقوں کو دشمن کی سرگرمیوں کا پتہ چلانے کا موقع ملا۔

اس ادارے کے قیام کا فائدہ یہ ہوا کہ چند روز یعنی چار دن کے اندر اندر پاکستان میری ٹائم سیکیورٹی ایجنسی نے چار بھارتی ٹرالرز پکڑ لئے۔ نیز ساٹھ بھارتی اور تائیوانی ماہی گیروں کو گرفتار کر لیا گیا۔

....

جدید دور میں فضائیہ کو جو اہمیت حاصل ہے۔ اس کا اندازہ قائداعظمؒ سے بڑھ کر کسے ہو سکتا تھا کہ انہوں نے ۱۹۴۱ء میں مسلم یونیورسٹی علیگڑھ کے طلباء سے خطاب کرتے ہوئے اور قیام پاکستان کے بعد رسالپور اکیڈمی کے آفیسرز سے خطاب کرتے ہوئے انہیں پاک فضائیہ کے آئیندہ کردار سے آگاہ کیا تھا۔ پاک فضائیہ ملکی فضاؤں کی پاسبان ہے۔ آسمان کی وسعتوں میں پرواز کرتے ہوئے اس کے ہوائی جہاز اور شاہین صفت ہوا باز اپنی صلاحیتوں پر خراج تحسین وصول کرتے رہے ہیں۔ اور انشاءاللہ مستقبل میں بھی ملکی دفاع کے لئے وہ اپنی بہترین صلاحیتوں کا مظاہرہ کریں گے۔ زمانۂ جنگ کے علاوہ زمانہ امن میں بھی اس کا کردار بہت اہم ہے۔ آئندہ صفحات میں پاک فضائیہ کا مختصر مگر جامع تعارف پیش کیا گیا ہے۔

پاک فضائیہ

موجودہ زمانے میں جنگی برتری کا تمام دارومدار ہوائی فوج کے عمدہ کارکردگی پر ہوتا ہے۔ جس ملک کی ہوائی فوج کی تربیت کا معیار بلند ہوگا۔ وہ میدان جنگ میں اتنی ہی کامیاب ہوگی۔ پاک فضائیہ کا قیام ۱۵ اگست ۱۹۴۷ء کو پشاور میں حسب ذیل سٹاف آفیسرز کے تقرر کے ساتھ عمل میں آیا۔

گروپ کیپٹن

۱۔ ایم۔ کے جنجوعہ، گروپ کیپٹن آفیسر انچارج ایڈمنسٹریشن۔

۲۔ ایئر وائس مارشل ایل پیری کین۔ کمانڈر انچیف رائل پاکستان، ایئر فورس۔

۳۔ گروپ کیپٹن ای۔ جے۔ پی۔ ڈیوی، سینئر سٹاف آفیسر۔

۴۔ گروپ کیپٹن ای۔ ایوز۔ سینئر ٹیکنیکل آفیسر۔

۵۔ ونگ کمانڈر ایچ رضا ایئر سٹاف ا

۶۔ ونگ کمانڈر ڈی۔ پی۔ منگٹن۔ سینیر ایکونمنٹ سٹاف آفیسر۔

۷۔ ونگ کمانڈر مقبول الرب، ٹریننگ سٹاف آفیسر۔

۸۔ ونگ کمانڈر ایف آر بھٹی۔ چیف سگنلرز آفیسر۔

فرائض

بری فوج کی طرح اس کے بھی کچھ فرائض ہیں یعنی۔

۱۔ زمینی اور ہوائی حملے میں جنگی مہارت کا اعلیٰ معیار قائم کرنا۔

۲۔ جدید جنگی جہاز، گولہ بارود اور دیگر سامان حرب کی بہم رسانی۔

۳۔ تمام ہوائی جہازوں اور سامان کو ہر وقت قابل استعمال حالت میں رکھنا۔

۴۔ ملک کی فضائی حدود کی حفاظت کرنا۔

۵۔ دشمن کے حملے کی صورت میں موثر جوابی حملہ کرنا۔

۶۔ دشمن کے جہازوں کو مارنا اور بھگانا۔

۷۔بری فوج کی پیش قدمی کے لئے دشمن کے مورچوں کونشانہ بنانا۔

۸۔دشمن کے ہوائی اڈوں کوتباہ وبرباد کرنا۔

پاکستان ائیرفورس کا بیڑہ

اس کے بیڑے میں امریکی ایف ۱۶ طیارے،فرانسیسی میراج ۵ اور ۳ اور چینی ساخت کے ایف ۔۶ اور اے ۔۵، ااا قسم کے طیارے شامل ہیں۔ ایف۔۶ کو ۱۹۶۶ء سے استعمال میں لایا جا رہا ہے۔اسے تبدیل کر دیا جائے گا۔اس کے بیڑے میں چند ایف ۔۷ ایم طیارے بھی شامل کئے گئے ہیں۔ جنگ ۲۱ کا جدید ماڈل ہیں۔

پی اے ایف کے مواصلاتی بیڑے میں غبارہ بردار ریڈار ای۔۲ سی ہاک آئی، ۱۳۰ سی۔اے۔ڈبلیو۔ای جیسے طیارے بھی شامل ہیں۔ای۔۳۔اے سنتری پاکستان کی ہوائی فوج کی مخصوص ضروریا کو پورا کرتا ہے۔

پاک فضائیہ کے ادارے

پی۔اے۔ایف اکیڈمی رسالپور

یہ اکیڈمی پاک فضائیہ کے زیر تربیت افسروں کا اعلیٰ ترین تربیتی ادارہ ہے۔سطح سمندر سے تقریباً ۱۴۰۱ فٹ کی بلندی پر واقع اس دریا گزار مقام کے جنوب مغرب میں دریائے کابل اور مغرب میں کلپانی ندی بہتی ہے۔رسالپور چھاؤنی کی قدیم ترین عمارت ۱۴۔۱۹۱۳ء میں تعمیر ہوئی تھی۔

قیام پاکستان کے بعد ۱۵ ستمبر ۱۹۴۷ء کو یہاں پرواز کی تربیت دینے والا پہلا سکول قائم کیا گیا۔اور پہلا تربیتی طیارہ ۲۴ ستمبر کو صبح دس بجکر ۵ منٹ پر فضاء میں بلند ہوا۔جسے فلائٹ لیفٹیننٹ (بعد میں ائیر وائس مارشل) خیبر خان اور انکے شاگرد فلائٹ کیڈٹ اختر اڑا رہے تھے۔

دسمبر ۱۹۴۷ء تک ہاورڈ اور ٹائیگر ماتھ کے علاوہ آسٹر طیارے بھی استعمال ہونے لگے جبکہ زیر تربیت افسروں کو طیارہ زمین پر چلانے کی مشق ٹیمپسٹ طیارے کے ذریعے کرائی جاتی تھی۔۲ جنوری ۱۹۴۸ء کو تکمیل تربیت کی پہلی پریڈ منعقد ہوئی جس میں ائیر وائس مارشل پیری کین نے سلامی لی اور پانچ کیڈٹوں پر مشتمل پہلے گروپ کو نشان پرواز پیش کیے۔اس موقع پر موجود ممتاز مہمانوں میں صوبہ سرحد کے وزیر اعلیٰ خان عبدالقیوم خان، رائل انڈین ایئر فورس کے ائیر وائس مارشل مکرجی، پشاور کے علاقائی کمانڈر میجر جنرل نذیر احمد خان وغیرہ شامل تھے۔

اگرچہ حکومت کو بے شمار مسائل کا سامنا تھا پھر بھی اس نے پاک فضائیہ کو منظم کرنے میں خاصی دلچسپی لی اور وزیر اعظم لیاقت علیخان جن کے پاس وزارت دفاع کا قلمدان بھی تھا، نے ۱۷ جنوری ۱۹۴۸ء کو مستقر کا غیر سرکاری دورہ کیا۔اکیڈمی کو یہ اعزاز بھی حاصل ہے کہ بانی پاکستان قائداعظم محمد علی جناح محترمہ فاطمہ جناح کے ہمراہ ۱۳ اپریل ۱۹۴۸ء کو رسالپور تشریف لائے اور انہوں نے رائل پاکستان ائیر

فورس مستقر کا نام بدل کر رائل پاکستان ایئر فورس کالج رسالپور رکھ دیا۔ ۳۱ جنوری ۱۹۶۷ء کو پریڈ کے معائنہ کے لئے صدر پاکستان جنرل محمد ایوب خان رسالپور آئے تو انہوں نے کالج کا درجہ بڑھا کر اکیڈمی کر دینے کا اعلان کیا۔ پی۔اے۔ایف اکیڈمی کا نیا تعمیراتی کمپلیکس تعمیر ہو چکا ہے۔

پی۔اے۔ایف کالج سرگودھا

سرگودھا میں قیام پذیر ہنگامی یونٹ کا درجہ بڑھا کر اسے جولائی ۱۹۵۱ء میں مستقر کی حیثیت دے دی گئی۔ جس کے پہلے کمانڈر، ونگ کمانڈر پراچہ مقرر ہوئے۔ بہت سا ابتدائی کام کیا گیا۔ تقریباً چند سو ائیر مینوں کو عارضی طور پر خیموں میں ٹھہرانے کا انتظام کیا گیا اور عمارتوں کی بنیادیں رکھ دی گئیں۔ اپریل ۱۹۵۹ء تک نمبر ۲ ایس۔او۔سی (سیکٹر آپریشن سنٹر) مستقل بنیادوں پر قائم ہو گیا۔ جہاں فضائی مزاحمت کی مشقیں باقاعدگی سے کی جانے لگیں۔ صدر پاکستان فیلڈ مارشل محمد ایوب خان نے ۱۵ مارچ ۱۹۶۲ء کو نمبر ۹ سکواڈرن کا دورہ کیا۔ جہاں ان کے سامنے ایف۔۸۶ اور ایف۔۱۰۴ طیاروں میں پرواز کا مظاہرہ کیا گیا۔

۱۹۵۳ء میں دو درس گاہیں قائم کی گئیں پہلی درسگاہ لوئر ٹوپہ میں تکنیکی علوم کی تحصیل کے لئے ابتدائی تربیت دینے کے لئے اور دوسری درسگاہ سرگودھا میں قائدانہ تعلیم سے قبل کی تربیت دینے کے لئے قائم کی گئی۔ بعد میں لوئر ٹوپہ کا ادارہ سرگودھا کے ادارے میں ضم ہو گیا۔ ایک معاہدے کے تحت برطانیہ کی ایئر سروسز ٹریننگ لمیٹڈ سے مکمل تربیتی عملہ مہیا کرنے کے لئے کہا گیا۔ اس لئے ابتدائی طور پر ہر استاد کا تعلق برطانیہ سے تھا۔ تاہم سرگودھا کی درسگاہ برطانیہ کے خطوط پر تربیت دیا ہوا کوئی پبلک سکول نہ تھی بلکہ یہ حقیقتاً پاک فضائیہ کی اپنی درسگاہ تھی۔

کالج کے عملے کو قومیانے کا کام ۱۹۵۷ء میں شروع کیا گیا اور کالج کے پہلے پرنسپل مسٹر سیراسن اسی سال دسمبر میں ریٹائر ہو گئے۔ جون ۱۹۶۷ء میں مسٹر رحمٰن

قریشی نے پہلے پاکستانی پرنسپل کی حیثیت سے کام کرنا شروع کیا۔ ۱۹۶۵ء اور ۱۹۷۱ء کو جنگوں میں بہادری سے لڑنے والے بہت سے افسر پی۔اے۔ایف کالج سرگودھا کے طالب علم رہ چکے ہیں۔

سکی اینڈ سروائیول سکول کالا باغ

اس ادارے کا آغاز کوہستان مری میں کالا باغ کے مقام پر ایک سکول کی حیثیت سے ہوا تھا۔ اب پاک فضائیہ کا پوری طرح کام کرتا ہوا مستقر ہے۔ یہ کیپٹن شاہ خان کی قیادت میں سکی اور کوہ پیائی کی تربیت گاہ کے نام سے ۹ جولائی ۱۹۵۸ء کو قائم ہوا۔ اس کے قیام کا بنیادی مقصد ہوا بازوں کو بلند مقامات پر مجبوراً اتارنے یا اپنی نشست سمیت طیارے سے الگ ہو کر زمین پر آنے کی صورت میں زندہ رہنے کی تربیت دینا تھا۔ مئی ۱۹۶۰ء میں اس ادارے کو سکی اینڈ سروائیول سکول کا نام دے دیا گیا۔ اب اس کے دو مقاصد تھے۔

۱۔ پہلا اور زیادہ اہم مقصد ہوا بازوں کو انتہائی نا مساعد موسمی حالات میں اپنی بقاء کی جدوجہد کا طریقہ سکھانا۔

۲۔ دوسرا مقصد برف میں بآسانی نقل و حرکت کرنے کی غرض سے سکی کا فن سکھانا۔

اس یونٹ میں ایک تسلسل کے ساتھ توسیع ہوتی رہی۔ ۱۹۶۸ء تک اس کی ذمہ داریوں میں درج ذیل باتیں شامل ہو چکی تھیں۔

الف) موسم سرما کے دوران نلتر کے پہاڑی مقام پر سکی کورس منعقد کرانا اور موسم گرما میں کالا باغ کے مقام پر ذاتی بقاء کی جدوجہد کا کورس منعقد کرانا۔

ب) بقاء کی جدوجہد کے دیگر کورسوں کے ساتھ ساتھ موسم گرما میں ریگستان میں زندہ رہنے کا کورس منعقد کرانا۔

ج) بقاء کی جدوجہد کے دیگر کورسوں کے ساتھ ساتھ موسم گرما میں منتخب طویل

راستوں پر پیدل چلنے کے کورس کرانا۔

د) ہر سال ایک بار سمندر میں زندہ رہنے کا کورس منعقد کرانا۔

یہاں ترتیب دیے جانے والے متعدد پروگرام ہوا بازوں کو پیش آنے والی دشواریوں کا بلاواسطہ تجربہ فراہم کرتے ہیں۔

کالا باغ میں واقع سکی کا فن سکھانے اور مشکل ترین حالات میں زندہ رہنے کی تربیت گاہ کی ۱۹۷۵ء میں تنظیم نو کی گئی۔ اسی سال ۳۱ مارچ کو اس ادارے نے ایک خود انتظامی مستقر کی حیثیت حاصل کر لی۔ یہاں پاک فضائیہ کے عملے کو اس شعبے میں تربیت دینے کا سلسلہ اب بھی جاری ہے جس کے لیے اعلیٰ مہارت کا معیار قائم کیا جا چکا ہے۔

میراج دی بلڈ فیکٹری (کامرہ)

یہ پاکستان ایرونائیکل کمپلیکس کا ایک منصوبہ ہے۔ یہاں پہلے میراج لڑاکا بمبار طیارے کو اوور ہال کرنے کے بعد ۲۰ فروری ۱۹۸۰ء کو ایک تقریب میں پی۔اے۔ایف کے سپرد کیا گیا۔ اس اختتامی تقریب سے خطاب کرتے ہوئے صدر پاکستان جنرل محمد ضیاء الحق نے کہا تھا۔

''آج میراج دی بلڈ فیکٹری کامرہ دیکھ کر میری خوشی دوبالا ہو گئی ہے۔ کیونکہ میراج طیارے کو اوور ہال کرنے کے بعد از سر نو پرواز کے قابل بنانا کوئی معمولی کارنامہ نہیں۔''

اس کامیابی پر انہوں نے ادارے کے ڈائریکٹر جنرل ائیر مارشل سعید اور ان کے رفقاء کو بھی مبارکباد دی۔

یہ فیکٹری فرانسیسی ماہرین کے تعاون سے مکمل کی گئی ہے۔ اس فیکٹری میں اس وقت جو صلاحیت کار پائی جاتی ہے۔ اس سے دیگر اقسام کے ان چھوٹے طیاروں کی ضروریات کو بھی پورا کیا جا رہا ہے۔ جو بری فوج اور بحریہ کے زیر استعمال ہیں۔ پوما

ہیلی کاپٹر مسلح افواج کے پاس خاصی مقدار میں ہیں۔ چنانچہ میراج کی اوور ہالنگ کا تجربہ ان ہیلی کاپٹروں سے متعلق مسائل حل کرنے میں بھی کارآمد ثابت ہوا ہے۔ اس کے علاوہ بعض سول محکموں کے چھوٹے جہازوں کی دیکھ بھال بھی کی جاتی ہے۔

پی۔اے۔ایف سکول کوہاٹ

اس سکول میں ہوائی فوج کے جوانوں کو فنی تربیت دی جاتی ہے۔ مختلف مشینوں اور ہوائی جہاز کے انجن سے متعلقہ تمام قسم کی تعلیم کا اہتمام کیا جاتا ہے۔ ایک یا دو انجن والے یا اس قسم کے دوسرے مختلف طیاروں کے انجنوں کے بارے میں تمام معلومات بہم پہنچا کر عملی مشق بھی کرائی جاتی ہے۔ رنگروٹوں کو ابتدائی تربیت بھی اس سکول میں دی جاتی ہے۔

پی۔اے۔ایف کالج آف ایروناٹیکل انجینئرنگ کورنگی کریک (کراچی)

اس انجینئرنگ کالج میں ایف۔ایس۔سی کرانے کے بعد چار سال تک فضائیہ سے متعلق کورس مکمل کرایا جاتا ہے اور پاسنگ آوٹ پریڈ کے موقع پر انجینئرنگ کی ڈگری دی جاتی ہے۔

فضائی مستقر مسرور

ابتدائی دنوں میں اسے ماری پور کہا جاتا تھا۔ رائل پاکستان ایئر فورس سٹیشن یکم جنوری ۱۹۴۸ء کو قائم کیا گیا جس کے کمانڈر، ونگ کمانڈر (بعد میں پاک فضائیہ کے سربراہ نور خان اور انتظامی امور کے نگران سکواڈرن لیڈر ڈی۔ایم۔خان تھے۔ اس کے بنیادی فرائض میں نمبر ۶ ٹرانسپورٹ سکواڈرن کا انتظام اور رائل ایئر فورس سے ماری پور کے مستقر کا قبضہ لینا شامل تھا۔ ۱۲ جنوری ۱۹۴۸ء کو مستقر اور سکواڈرن کی ڈرگ روڈ سے ماری پور منتقلی کا کام مکمل ہوگیا۔ ۲۸ جنوری ۱۹۵۹ء کو پیری کہن اسلحہ جاتی مقابلے کی تقریب تقسیم انعامات کی صدارت کرتے ہوئے فضائیہ کے سربراہ

نے انتہائی عمدہ کارکردگی دکھانے پر حربی قیادت کے سکول کی تعریف کی۔ ۱۹۶۵ء کی جنگ کے تمام ہیرو اسی ادارے کے تربیت یافتہ تھے۔

فضائی مستقر، چکلالہ

آزادی سے قبل پیرا ٹریننگ سکول چکلالہ میں واقع تھا۔ ۱۴ اگست ۱۹۴۷ء کو برصغیر میں بسنے والے مسلمانوں کے لئے ایک آزاد اور خودمختار ریاست کی تخلیق کے وقت اس سکول کو رائل ایئر فورس کا جھنڈا آخری بار نیچا کیے جانے کے موقع پر حفاظتی دستے کے فرائض انجام دینے کا اعزاز حاصل ہوا۔ جلد ہی چکلالہ فضائی سرگرمیوں کا ایک ایسا مرکز بن گیا جہاں طیاروں کی آمد و رفت کثرت سے ہوتی تھی۔ اکتوبر ۱۹۴۹ء تک چکلالہ میں ایک فارورڈ رپیئر یونٹ نمبر ایک فضائی مشاہداتی دستہ، بھرتی کا ایک دفتر، نمبر ۶ سکواڈرن کا ایک حصہ اور زمینی ٹرانسپورٹ کے لیے سپلائی کا ادارہ شامل کیا گیا۔

جنوری ۱۹۵۶ء جو یونٹ چکلالہ میں واقع تھے ان میں فضائیہ کے لیے بھرتی کا دفتر، فن ہوابازی کے معلموں کا سکول۔ نمبر ۳ یونیورسٹی فضائی سکواڈرن، مرکزی درسگاہ سبک پروازی، ۱۰۳ مینٹے نینس یونٹ، نمبر ۲ وائرلیس مشاہداتی سکواڈرن، نمبر ایک فضائی مشاہداتی دستہ، نمبر ۳ فضائی سکاؤٹوں کا دستہ، ہلکے طیاروں پر تربیت دینے والی فلائیٹ اور نمبر ۶ ، ۷ اور نمبر ۱۰ ایم۔او۔ڈی۔سی پلٹنیں شامل تھیں۔ نقل و حمل اور مواصلاتی سکواڈرنوں کے چکلالہ پہنچنے کے بعد اہم تبدیلیاں رونما ہوئیں اور اگست تک وہاں سکواڈرن نمبر ۳، ۶، اور ۱۲ قائم کیے جا چکے تھے۔ اپریل ۱۹۶۳ء میں فن پرواز کا سکول چکلالہ سے منتقل کر دیا گیا اور جون ۱۹۶۳ء میں نمبر ۳ سکواڈرن کو عملی طور پر ختم کر دیا گیا۔ اب یہ مستقر نقل و حمل کے مرکز کے طور پر اپنے فرائض انجام دے رہا ہے اور یہاں ایک ہمہ وقت مصروف کار، نقل و حمل کے طیاروں پر تربیت دینے والا سکول موجود ہے۔

فضائی مستقر پشاور

اکتوبر ۱۹۴۷ء میں رائل پاکستان ائیر فورس، پشاور (اس وقت کا نام) میں نمبر ۵ اور نمبر ۹ سکواڈرن کے علاوہ نمبر ایک اے۔یو۔پی ائیر بورن آبزرویشن پوسٹ فلائیٹ شامل تھی اور اس کے پہلے پاکستانی کمانڈر، ونگ کمانڈر نذیر اللہ تھے۔ دسمبر ۱۹۴۸ء میں پشاور نے ایک لڑاکا بمبارونگ کی شکل اختیار کر لی۔ ۱۹۵۸ء میں مستقروں پر جیٹ سکواڈرن منظم کیے گئے۔ ۱۹۶۵ء اور ۱۹۷۱ء کی جنگ میں اس مستقر کے عملے نے جو مقاصد اور ہدف حاصل کیے وہ تحسین کے قابل تھے۔ اس وقت پشاور کے مستقر میں نمبر ۲۶ سکواڈرن (ایف۔۶) نمبر ۱۵ سکواڈرن (ایف۔۶) حفاظتی یا ریسکیو سکواڈرن اور نمبر ۴۱ فلائیٹ (ایرو کمانڈر، بیچ کرافٹ، سینا اور مشاق) شامل ہیں۔

فضائی مستقر ڈرگ روڈ (شارع فیصل)

اکتوبر ۱۹۴۷ء میں نمبر ۳۲۰ مینٹی نینس یونٹ کو، جواب تک رائل ایئر فورس کے ڈرگ مستقر کے صدر دفتر کی حیثیت سے کام کر رہا تھا۔ رائل ایئر فورس کے ڈرگ روڈ مستقر کا نام دے دیا گیا اور اس کے کمانڈر، گروپ کیپٹن ایلوردی مقرر ہوئے۔ یہاں جو دوسرا یونٹ کام کر رہا تھا۔ وہ نمبر ۱۰۳ مینٹی نینس یونٹ تھا جس کے کمانڈر، ونگ کمانڈر ریلی تھے۔ مستقر کے صدر دفتر کے سامنے پرچم لہرانے کی تقریب منعقد ہوئی اور اس طرح پاکستان کا پرچم پہلی بار لہرایا گیا۔ تکنیکی تربیت فراہم کرنے اور رنگروٹوں کو ابتدائی تربیت دینے والے ادارے وہ یونٹ تھے جو سب سے پہلے اس مستقر پر قائم ہے۔ پاکستانی اعزازات وانعامات متعارف کیے جانے کے بعد پاک فضائیہ کی پہلی تقریب تقسیم انعامات ڈرگ روڈ میں ۱۳ نومبر ۱۹۵۹ء کو منعقد ہوئی۔ دس دن بعد ایک اور تاریخی واقعہ ہوا جب پاک فضائیہ کے سربراہ ائیر مارشل اصغر خان پہلی بار ڈرگ روڈ کے ہوائی اڈے پر اترے۔

ڈرگ روڈ پر، جواب پاک فضائیہ کے شارع فیصل مستقر کے نام سے جانا جاتا ہے۔ طیارے کو قابل پرواز رکھنے والے زیادہ تر یونٹ واقع ہیں۔ یہاں معمولی مرمت کا معیاری کام، بڑے پیانے پر طیارے کھڑے کرنے اور سروس کی سہولتیں موجود ہیں۔

فضائی مستقر لاہور

لاہور کے فضائی مستقر کا قیام یونیورسٹی فضائی سکواڈرن شروع کیے جانے کے ساتھ نومبر ۱۹۴۹ء میں عمل میں آیا۔ رائل پاکستان ایئر فورس کا نمبر ۶ سکواڈرن بھی یہیں واقع تھا۔ لاہور مستقر کو ۱۵ اکتوبر ۱۹۵۹ء کو مستقر کی ذمہ داری سے سبکدوش کر دیا گیا اور اس کے دوسرے دن ہنگامی قیام کا یونٹ قائم ہو گیا۔ جون ۱۹۶۳ء میں اس یونٹ کا درجہ بڑھا کر اسے فضائی دفاع کا مستقر بنا دیا گیا۔

فضائی مستقر سمنگلی (کوئٹہ)

شاہین فضائی تربیتی کور کے کیمپ کا سرکاری طور پر یکم جون ۱۹۵۵ء کو آغاز ہوا اور یہ مرکزی درسگاہ سبک پروازی کے افسر اعلیٰ سکواڈرن لیڈر مکلسکی کی زیر نگرانی چلتا رہا۔ اس کے کیمپ کے باقاعدہ تربیتی پروگرام کے عناصر تھے۔ ڈرل جسمانی تربیت اور مختلف کھیل، سبک پروازی، آسٹر طیارے پر فن ہوابازی سے متعارف کرانے کی پرواز، چاند ماری کے میدان میں نشانہ بازی اور ابتدائی فن ہوابازی، سبک پروازی، علم موسمیات، طیارے کی حرکات، پاک فضائیہ کی تنظیم، شہریت اور فضائیہ کے طور طریق پر لیکچر، غیر نصابی سرگرمیوں میں کیمپ فائر اور مختلف مقامات مثلاً زیارت، ہنہ جھیل، وادیٔ ارک اور سپین تنگی کے دورے شامل تھے۔

سمنگلی سکاؤٹوں کی سالانہ سرگرمیوں کا مرکز تھا۔ جہاں برطانیہ سے بھی سکاؤٹ اپنے اساتذہ کے ساتھ آتے تھے۔ باہمی تبادلے کا یہ پروگرام خیر سگالی کے جذبے کے تحت ترتیب دیا جاتا تھا۔

اپنی بارہ سالہ زندگی کے بعد، جس میں پاکستانی نوجوانوں میں ذوق پرواز پیدا کرنے کا قابل تعریف کام کیا گیا۔ کراچی کی مرکزی درس گاہ سبک پروازی نے مئی ۱۹۶۲ء میں اپنا کام ختم کرنا شروع کر دیا۔ ۱۹۶۱ء میں اس تحریک نے وہ کام کر دکھایا جس کے لیے ۱۹۴۹ء میں اس کا آغاز عمل میں آیا تھا۔ اب تک اس کے ذریعے باعزت افراد کی ایک پوری نسل سامنے آ چکی ہے۔ ایسے افراد جنہوں نے ۱۹۶۵ء کی جنگ میں اپنا لوہا منوالیا اور جو فضا میں دشمن سے نمٹنے کے لئے ہر دم تیار تھے۔

....

ایف ۔۱۶طیارے

ایف ۔۱۶ وزن میں بہت ہلکا اور جدید ترین آلات سے لیس ہوتا ہے اسے ۱۹۷۵ء میں امریکی بیڑے میں شامل کیا گیا تھا۔جس کے چند سال بعد عراقی ایٹمی مرکز پر اسرائیلی حملے نے اسے شہرت بخشی ۔ اس کی دو اقسام ہیں۔ایک کو ایف ۱۶/۱۰۰ کہلاتی ہے جبکہ دوسری قسم ایف ۱۶/ ۷۹ ۔ امریکہ آخر الذکر قسم کے طیارے برآمد کے لیے تیار کر رہا ہے تاہم سر دست کئی ممالک کو ایف ۱۶/۱۰۰ طیارے بھی فروخت کیے گئے ہیں کیونکہ اس وقت تک ایف ۱۶/ ۷۹ طیاروں کی تیاری شروع نہیں ہوئی تھی۔

ایف ۱۶ کی دوسری خوبیوں میں اس کا ہلکا اور تیز رفتار ہونا بھی شامل ہے ۔ یہ اپنے آپ کو مخصوص اونچائی پر لا کر ریڈار سے بھی اوجھل کر سکتا ہے۔اس کی اڑان بھی بہت اچھی ہے اور غوطے بھی خوبصورت طریقے سے دیے جا سکتے ہیں ۔اس کی فضا میں بلند ہونے کی شرح رفتار ۹۰ سیکنڈ میں ۴۰۰۰۰ فٹ ہے۔اسی لحاظ سے زمینی حملوں کے لیے بھی یہ طیارہ مثالی ہے۔اس میں اتنے حساس قسم کے ریڈار نصب ہوئے ہیں جن کی مدد سے زمین پر ۱۵ تا ۲۰ این ایم (نیوٹیکل میل) کے فاصلے سے بھی ہر چیز کو اچھی طرح دیکھا جا سکتا ہے۔اسی طرح ۲۰ تا ۲۵ نیوٹیکل میل اوپر کی طرف بھی دیکھا جا سکتا ہے۔ایف ۱۶ میں نصب کمپیوٹر اس کی رفتار کو بھی کنٹرول کرتا ہے۔

اس میں موجود ”ہیڈ اپ ڈسپلے“ کا نظام پائلٹ کو بم کے ٹھیک نشانے سے آگاہ کرتا رہتا ہے۔ یہ پائلٹ کو آگاہ کرتا ہے کہ کس وقت پھینکا جانے والا بم کس طرح اپنے نشانے پر گرے گا۔علاوہ ازیں اندھا دھند حملوں کی صورت میں بھی کمپیوٹر پائلٹ کی مدد کرتا رہتا ہے اور اس کو بتاتا ہے کہ کب بم پھینکنا چاہیے۔اس غرض سے کمپیوٹر میں مقررہ نشانے کے بارے میں معلومات پہلے سے فیڈ کر دی جاتی ہیں۔

اس کے آلات اور ہتھیار ہر موسم اور ہر ملک کے لئے کارآمد ہیں اس میں ایک ایم ۱۶ اے ون ۲۰ ایم ایم کی ملٹی بیرل گن فٹ ہوتی ہے جس میں ۵۰۰ راؤنڈ ہوتے ہیں۔ یہ بمبار طیارہ زیادہ سے زیادہ ۶۸۹۳ کلوگرام وزن اٹھا سکتا ہے مگر اس کے لیے اسے اپنے تیل کی مقدار کم کرنا پڑے گی۔ اگر تیل زیادہ سے زیادہ ڈال دیا جائے تو پھر بمبار طیارہ ۴۹۹۰ کلوگرام وزن اٹھا سکتا ہے۔ اس میں ہوا سے ہوا اور ہوا سے زمین میں مار کرنے والے میزائل الیکٹرونک کاؤنٹر منی ژر، لیزر پاڈز اور میورک میزائل جیسے دوسرے ہتھیار بھی موجود ہوتے ہیں جو برے وقت میں اچھا کام دے سکتے ہیں۔

ایف ۱۶ کی رفتار ۱۶۷۲ میل فی گھنٹہ ہے اس کا دائرہ عمل ۶۰۰ میل ہے۔ ۳۲۵ میٹر فی سیکنڈ یعنی اس سے یہ بآسانی دھماکے کی حد سے نکل سکتا ہے۔ ان خوبیوں کی بناء پر ایف ۱۶ کا مقابلہ صرف گراؤنڈ پر ہی کیا جا سکتا ہے۔ اس غرض سے مختلف ممالک جدید ترین میڈیم اور شارٹ رینج میزائل خرید رہے ہیں۔ بھارت نے میراج ۲۰۰۰ بھی اپنے بیڑے میں شامل کیے تھے لیکن چونکہ ریڈار میں صرف انہی طیاروں کو دیکھا جا سکتا ہے جن کی رفتار ۳۰ یا ۳۵ کلومیٹر ہو جبکہ یہ طیارہ ایک کلومیٹر تین سیکنڈ میں طے کر لیتا ہے اس لیے دفاعی طیارے کے پاس بہت کم وقت ہوتا ہے اس طرح اس طیارے کو ہوا میں قابو کرنا ناممکن ہے۔

پاکستان نے ایف ۱۶ کی پہلی کھیپ ۱۹۸۲ء میں وصول کی تھی۔ ایف ۱۶ کے پروں کا پھیلاؤ ۳۲ فٹ ۱۰ انچ اور لمبائی ۴۹ فٹ ۶ انچ ہے۔ اور اس کی زمین سے اونچائی ۱۶ فٹ ۵ انچ ہے۔

....

نیشنل ڈیفنس کالج

یہ کالج مسلح افواج کے سینئر افسران کو مختلف میدانوں میں انکی ذمہ داریوں کو پورا کرنے کی تربیت دیتا ہے۔اس کا قیام جولائی ۱۹۷۰ء میں راولپنڈی میں عمل میں آیا۔جنرل عبدالحمید خان اس کے پہلے کمانڈنٹ تھے۔۱۹۷۲ء سے اس کالج میں تینوں مسلح افواج اور پاکستان کی سول سروسز،ملکی معاملات کے تمام پہلوؤں کا مطالعہ قومی سطح پر کر رہی ہیں۔یہ کالج ایم۔ایس۔سی کی ڈگری دیتا ہے جس کا تعلق دفاعی حکمت عملیوں سے ہوتا ہے۔اس کی تعلیم کے سلسلے میں بہت سے دوسرے محکموں، وزارتوں، جائنٹ سٹاف ہیڈ کوارٹرز، تینوں مسلح افواج کے ہیڈ کوارٹرز اور ان کے فارمیشنز نے پورا پورا کردار ادا کیا ہے۔اس کے نصاب میں پاکستان کے فوجی اور غیر فوجی مسائل شامل ہیں۔اس کالج کا الحاق قائداعظم یونیورسٹی اسلام آباد سے ہے۔کالج کا سٹاف کا تعین، یونیورسٹی کے رجسٹروں میں اندراج کا عمل اور انفرادی تحقیقی پیپر کو مقالات کا درجہ دینا وغیرہ سب کالج میں ہوتے ہیں۔

۱۹۷۵ء میں اس کالج میں جنگی مطالعے کے ایم۔ایس۔سی کی سطح کے کورس تسلیم کرانے کی کوششیں شروع کی گئی تھیں۔کالج میں دو کورس ہوتے ہیں۔ایک کورس نیشنل ڈیفنس کورس اور دوسرا آرمڈ فورسز وار کورس کہلاتا ہے۔پہلا کورس مسلح افواج کے سول سروسز کے سینئر افسروں یعنی کرنل یا بریگیڈیئر اور اس کے برابر عہدوں کے لئے جب کہ دوسرا لیفٹیننٹ کرنل یا بریگیڈیئر اور اسی کے برابر کے عہدے کے افسروں کے لئے ہوتا ہے۔نیشنل ڈیفنس کالج کورس کی تکمیل پر ایم۔ایس۔سی ڈیفنس سٹڈیز کی ڈگری اور آرمڈ فورسز وار کورس کی تکمیل پر کامیاب امیدوار کو ایم۔ایس۔سی وار سٹڈیز کی ڈگری دیتا ہے۔کالج ہذا کی اپنی لائبریری ہے۔کالج کا نصب العین یہ ہے۔

”انسان کو وہ علم دیا جو اس کو حاصل نہیں تھا“۔

صدر پاکستان جنرل محمد ضیاء الحق نے ۷ جون ۱۹۷۸ء کو کالج کے دوسرے کانووکیشن سے خطاب کیا اور ایک ہی سال میں تینوں مسلح افواج اور پاکستان کی سول سروسز میں پالیسی ساز اعلیٰ عہدوں کو پر کرنے کے لیے موزوں تربیت دینے پر کالج کو خراج تحسین پیش کیا۔ اور ڈگریاں پانے والے افراد کو تلقین کی کہ وہ حاصل شدہ علم کو پاکستان کے عصری مسائل کا حل تلاش کرنے میں صرف کریں۔

....

فوجی فاؤنڈیشن

یہ ایک قابل اعتماد ادارہ ہے۔ اس کا قیام ۱۹۵۴ء میں عمل میں آیا تھا۔ اس کا مقصد ریٹائر فوجیوں کی بہبود تھا۔ یہ ادارہ صنعتی منصوبوں کو بھی چلا رہا ہے۔ اس کی بنیاد ایک کروڑ ۸۲ لاکھ روپے سے رکھی گئی تھی۔ اس رقم سے فوجی فاؤنڈیشن نے مختلف نوعیت کے منصوبے بنائے۔ فوجی فاؤنڈیشن کا بنیادی مقصد یہ تھا کہ وہ سابق فوجیوں، ان کے زیر کفالت خاندانوں، بیواؤں اور شہیدوں کی فلاح و بہبود کے لئے کام کرے۔ فوجی فاؤنڈیشن چلانے کے لیے صنعتی منصوبوں میں سرمایہ کاری کی جاتی ہے۔ یا انتظامی کمیٹی کی تجویز پر عمل درآمد کیا جاتا ہے۔

فاؤنڈیشن کے زیر اہتمام سات ہسپتال، کئی ہیلتھ سنٹر، اور گشتی ڈسپنسریاں کام کر رہی ہیں۔ معذوروں کے لیے مصنوعی اعضاء کی تیاری کا سنٹر راولپنڈی میں ہے۔ میڈیکل سنٹر میں ایک نرسنگ ٹریننگ سکول بھی ہے۔ اس کے اہم منصوبے یہ ہیں۔

۱۔ فوجی ٹیکسٹائل ملز جہلم

۲۔ فیصل آباد کاٹن ملز فیصل آباد

۳۔ فوجی کاٹن ملز فیصل آباد

۴۔ فوجی شوگر ملز ٹنڈو محمد خان

۵۔ فوجی شوگر ملز گھوٹکی ضلع بدین (سندھ)

۶۔ فوجی شوگر ملز سانگلہ ہل

۷۔ فوجی سیریلز راولپنڈی

۸۔ فوجی مصالحہ جات راولپنڈی

۹۔ فوجی پولی پروپلین پروڈکشن

۱۰۔ فاؤنڈیشن گیس راولپنڈی

۱۱۔ خیبر ٹوبیکو کمپنی مردان

۱۲۔فوجی فرٹیلائزر ماچی گوٹھ رحیم یار خان

۱۳۔ماٹی پبلک لمیٹڈ کراچی

۱۴۔فوجی میٹلز راولپنڈی

چند اہم منصوبوں کا حال درج ذیل ہے۔

فوجی فرٹیلائزر کمپلیکس

فوجی فاؤنڈیشن کے ادارے کے زیر اہتمام یہ ابھی تک سب سے بڑا صنعتی منصوبہ ہے جو ماچی گوٹھ رحیم یار خان میں تقریباً ۲۷۰ ملین ڈالرز کے زیادہ سرمایہ سے قائم کیا گیا تھا۔کمپلیکس کا سنگ بنیاد سابق صدر مملکت جنرل محمد ضیاء الحق نے ۸ مارچ ۱۹۷۹ء کو رکھا تھا ۱۹۸۱ء میں پلانٹ نے پیداوار دینا شروع کی۔اور یہ تقریباً ۱۷۲۵ میٹرک ٹن یوریا فی دن دینے کی صلاحیت رکھتا ہے۔

فوجی ٹیکسٹائل ملز جہلم

فوجی فاؤنڈیشن کے زیر اہتمام یہ پہلا صنعتی منصوبہ ہے ۱۹۵۴ء میں ادارے نے پیداوار دینا شروع کی۔ادارے میں ۲۵ ہزار سے زیادہ تکلے، ۵۶۰ سے زیادہ لومز اور دیگر یونٹوں کے پلانٹ ہیں۔ادارے کی زیادہ پیداوار یعنی تقریباً ۶۷ فیصد بیرون ملک برآمد کر دی جاتی ہے۔جس سے قیمتی زرمبادلہ کمایا جاتا ہے۔

فیصل آباد کاٹن ملز فیصل آباد

فیصل آباد کاٹن مل جو ۱۹۳۴ء میں قائم ہوئی۔پاکستان میں سوتی کپڑے کی سب سے پرانی ملوں میں سے ایک ہے۔مئی ۱۹۷۲ء میں فوجی فاؤنڈیشن نے مذکورہ مل کو خرید کر لیا۔ملز کی موجودہ گنجائش میں ۵۵ ہزار ۵۲۷ تکلے اور ۹۵۸ لومز شامل ہیں۔

فوجی کاٹن ملز حسن ابدال

یہ ملک کی جدید ترین ٹیکسٹائل ملوں میں سے ایک ہے یہ مل ۱۹۷۴ء میں پیدا ہوئی۔اس میں ۲۵۰ ہزار تکلے ہیں۔

فوجی شوگر ملز ٹنڈو محمد خان

یہ شوگر مل جو سندھ کے گنے والے علاقے میں واقع ہے نے ۱۹۶۱ء میں پیداوار دینا شروع کی۔ اس مل میں ۳۰ ہزار ٹن چینی سالانہ پیدا کرنے کی صلاحیت ہے۔ فوجی شوگر مل نوکر جی کے مقام پر ایک بڑا گنا فارم بھی چلا رہی ہے۔

فوجی شوگر ملز خوسکی (بدین)

خوسکی ملز پاکستان میں گنے کی سب سے بڑی فیکٹری ہے اور عام حالات میں یہ ۴۵ ہزار ٹن چینی پیدا کرنے کی صلاحیت رکھتی ہے۔

فوجی سیریلز راولپنڈی

یہ ادارہ جو راولپنڈی کے مضافات میں واقع ہے نے ۱۹۵۷ء میں پیداوار دینا شروع کی۔ پاکستان میں یہ واحد فیکٹری ہے۔ جو کارن فلیک، ویٹ WHEAT فلیک اور رائس فلیک تیار کرتی ہے۔

فاؤنڈیشن گیس

فوجی فاؤنڈیشن کو مائع پٹرولیم گیس فراہم کرنے کا لائسنس دیا گیا۔ جسے فان گیس کا نام دیا گیا۔ اس وقت فوجی فاؤنڈیشن پنجاب، آزاد کشمیر اور صوبہ سرحد کے کئی دیہاتوں اور قصبوں کو فان گیس فراہم کر رہا ہے۔

خیبر ٹوبیکو کمپنی لمیٹڈ مردان

فوجی فاؤنڈیشن یہ فیکٹری پاکستان ٹوبیکو کمپنی کے تعاون سے چلا رہا ہے ۱۹۶۲ء سے اس نے پیداوار دینا شروع کی۔ اور اس کی موجودہ پیداوار ۴۰۰ ملین سگریٹ سالانہ سے زیادہ ہے۔

پاکستان آرڈیننس فیکٹری واہ کینٹ

پاکستان آرڈیننس فیکٹری ملک میں دفاعی اعتبار سے اسلحے کی بھاری مقدار پیدا کر رہی ہے جو اس سے قبل درآمد کیا جاتا تھا۔ فیکٹریوں کا یہ ایک وسیع سلسلہ جہاں

ہزاروں ماہرین دن رات کام کرتے ہیں، نے ملک کو دفاعی لحاظ سے خود کفیل بنانے کی کوششوں میں اہم کردار ادا کر رہا ہے۔ ملک کی دفاعی ضروریات کو پورا کرنے کے علاوہ پاکستان آرڈیننس فیکٹری دوست ملکوں کو اسلحہ اور ہتھیار، گولہ بارود برآمد بھی کرتا ہے اور یوں قیمتی زرمبادلہ کمایا جاتا ہے۔

پاکستان آرڈیننس فیکٹریز نے دو اور ادارے بھی قائم کیے ہیں جس میں واہ انڈسٹریز لمیٹڈ اور واہ بوفرز لمیٹڈ شامل ہیں۔ اس کے علاوہ کیمیکلز کے لئے ادارے نے اٹک کیمیکلز کے نام سے ایک اور فیکٹری بھی قائم کی ہے۔

....

NLC نیشنل لاجسٹک سیل

۱۶ اگست ۱۹۷۸ء کو جب یہ ادارہ قائم کیا گیا تو اس وقت یہ محسوس کیا گیا تھا کہ پاکستان بیرونی ممالک سے جو ۲۲ لاکھ ٹن گندم منگوا رہا ہے۔ اسے جلد از جلد کراچی میں جہازوں سے اتار کر کیسے اندرون ملک پہنچایا جائے۔ کیونکہ کراچی کی بندرگاہ کی حالت جو اس وقت تھی۔ اس کے پیش نظر یہ ممکن نہیں تھا کہ گندم کی اتنی بڑی مقدار کو وقت پر وہاں سے اٹھا کر ملک کے باقی حصوں مین پہنچایا جا سکتا۔ چنانچہ اس مقصد کے لئے کوارٹر ماسٹر جنرل جناب جنرل سعید قادر صاحب کی خدمات حاصل کی گئیں۔ اور انہوں نے اس چیلنج کو قبول کرتے ہوئے بڑے حوصلے کے ساتھ اس ادارے کو منظم کیا۔ ۱۹۷۸ء میں این۔ ایل۔ سی کے پاس ۸۹۶ گاڑیاں تھیں۔ بڑھتی ہوئی ضروریات کے پیش نظر ان میں بھی اضافہ کرنا پڑا۔ چنانچہ اس وقت اس کے پاس ۱۷۳۸ گاڑیاں ہیں جن میں ۱۴۵۱ ٹرک اور ۲۸۷ بوزرز BOWSRES شامل ہیں۔ ٹرک ۸ء۵ تا ۴۰ ٹن وزن جب کہ بوزرز ۲۷۰۰۰ تا ۲۸۰۰۰ لیٹر وزن ایک جگہ سے دوسری جگہ لے جا سکتا ہے۔

این۔ ایل۔ سی کو ۱۹۸۲ء میں افغان مہاجرین کو صوبہ سرحد اور صوبہ بلوچستان میں غذائی اشیاء پہنچانے کا فریضہ سونپا گیا۔ اس مقصد کے لیے بیرونی ممالک نے ۶۰۰ گاڑیاں عطیہ کے طور پر دی تھیں۔

۸۲۔۱۹۸۳ میں این۔ ایل۔ سی نے کراچی اور گوجرانوالہ میں ڈرائیونگ ٹریننگ انسٹی ٹیوٹ قائم کیے۔ ان میں ۱۰۰۰ ڈرائیوروں کو سالانہ تربیت دینے کے انتظامات موجود ہیں۔ گوجرانوالہ میں اس نے ٹائروں کی مرمت کا پلانٹ بھی لگایا ہے۔ یہ پلانٹ جدید مشینری سے لیس ہے۔ اس میں ہر مہینے ۱۵۰۰ ٹائر مرمت ہوتے ہیں۔

این۔ ایل۔ سی نے قومی سطح پر کمپیوٹر سسٹم رائج کرنے کا انتظام کیا ہے۔ اس نے

ملک کے مختلف علاقوں میں سڑکیں بھی تعمیر کی ہیں۔

این۔ایل۔سی نے غلہ کو ذخیرہ کرنے کے لئے چیچہ وطنی، خیرپور، کوئٹہ اور فیصل آباد میں گودام تعمیر کیے ہیں۔ان میں ۱۱۳۵۵۴ ٹن غلہ ذخیرہ کرنے کی گنجائش موجود ہے۔اسے زرعی کام بھی سونپے گئے ہیں۔اور اس نے متھل ہیلہ میں لائیو سٹاک فارم بنایا ہے۔صنعتی مقاصد کے لئے راولپنڈی کے نزدیک سہالہ میں ۱۱۴ ۱/۲ ایکڑ رقبہ بھی خریدا ہے۔

این۔ایل۔سی نے چھوٹے کاشتکاروں کو کرائے پر مشینری فراہم کرنے کا بھی انتظام کیا ہے اور اس ضمن میں ایگرو رنجیل سروسز قائم کی ہے۔

اس نے کپاس کے کیڑے مارنے کے لیے سندھ کے ایک لاکھ ایکڑ اور پنجاب کے ۲۰ ہزار ایکڑ رقبے پر سپرے کا کام انجام دیا ہے۔

....

جوائینٹ چیفس آف سٹاف کمیٹی

یہ کمیٹی فوج کا سب سے بڑا ادارہ ہے۔اور یہ فوج کو درپیش مختلف مسائل اور پیشہ ورانہ فوجی تربیت کے سلسلے میں مشورے دیتا ہے۔یہ ایک مستقل چیئرمین اور تین چیف آف سٹاف پر مشتمل ہوتا ہے۔وزارت دفاع کی ڈیفنس ڈویژن کا سیکرٹری اس کمیٹی کی تمام میٹنگوں میں شریک ہوتا ہے۔

چیئرمین جائنٹ چیف آف سٹاف کمیٹی کے فرائض میں اولین فرض یہ ہے کہ وہ زمانۂ امن میں اور دوران جنگ دفاعی تجاویز تیار کرے۔جب سربراہ حکومت قوم کو جنگ کی صورت حال سے آگاہ کریں گے تو چیئرمین صدر مملکت کے پرنسپل سٹاف آفیسر کی حیثیت سے کام کرے گا۔اس کا انتخاب تین سال کے لیے عمل میں لایا جاتا ہے۔اور یہ پاکستان کی کسی بھی فوج سے لیا جا سکتا ہے۔

....

قراقرام ہائی وے

آرمی انجینئرز کی بہادری اور پیشہ ورانہ مہارت کی ایک زندہ اور قابل فخر مثال قراقرم ہائی وے ہے۔ یہ شاہراہ جس کی لمبائی ۸۳۲ کلومیٹرز سے زیادہ ہے۔

سنگلاخ پہاڑوں اور دشوار گذار راستوں میں انسانی عظمت کی زندہ مثال بھی ہے اور پاک چین دوستی جو بلاشبہ صدیوں پر محیط کہی جاسکتی ہے۔ کی ایک اچھی اور روشن حقیقت بھی۔ اس سڑک کو جس کا دوسرا نام شاہراہ ریشم ہے۔ اور جسے پاک چائنا فرینڈ شپ ہائی وے (شاہراہ دوستی) بھی کہا جاتا ہے۔ کا افتتاح صدر ضیاءالحق نے ۱۹۷۸ء میں کیا تھا۔ پاکستان کے شمال مشرقی پہاڑی علاقے جن سے یہ سڑک گزرتی ہے۔ مغرب میں افغانستان، شمال میں چین اور لداخ اور مقبوضہ کشمیر ان کے مشرق شمال مشرق میں ایسے علاقے ہیں جہاں تک عام افراد کی رسائی مشکل ہی نہیں بلکہ ناممکن بھی کہی جاسکتی ہے۔ یہ علاقے جن میں دنیا کی چند بلند ترین پہاڑی چوٹیاں اور قدرت کا بے نظیر حسن پایا جاتا ہے۔ شروع سے پس ماندہ رہے ہیں۔ قیام پاکستان کے بعد حکومت نے ان علاقوں کی ترقی کی طرف توجہ دی اور مختلف اوقات میں مختلف منصوبے شروع کیے گئے۔

پہلے یہ روڈ جس کا نام انڈس ویلی روڈ رکھا گیا کو چیلاس تک تعمیر کرنے کا پروگرام تھا تاہم ۱۹۶۶ء میں حکومت نے یہ فیصلہ کیا کہ مذکورہ سڑک کو پاک چین سرحد تک تعمیر کیا جائے اور یوں اب یہ سڑک پاک چین سرحد پر واقع آخری سرحدی مقام درۂ خنجراب تک جاتی ہے۔ یہ ایک مشکل کام تھا جسے آرمی انجینئرز نے بڑی جرأت سے قبول اور پورا کیا۔ ۸۳۲ کلومیٹر یا ۵۰۰ میل سے زیادہ لمبی سڑک ایبٹ آباد کے نزدیک حویلیاں کے مقام سے شروع ہوتی ہے۔ اور یہ پاکستان کے چند ایسے علاقے جہاں رسائی کسی حد تک ناممکن نہیں تو مشکل ضرور ہے میں سے گزرتی ہے جن میں کوہستان، گلگت، بلتستان، ہنزہ اور نگر جیسی شاداب وادیاں شامل ہیں۔

اس سڑک کی تعمیر سے ان علاقوں کی نہ صرف ترقی کا راستہ کھلا ہے بلکہ دونوں ملکوں کے درمیان تجارت میں بھی اضافہ ہوا ہے۔ راولپنڈی سے چندوہ مقامات کے فاصلے جو اس سڑک پر واقع ہیں درج ذیل ہیں۔

۱۔	حویلیاں۔	۱۰۱کلومیٹرز
۲۔	تھاکوٹ۔	۲۳۷کلومیٹرز
۳۔	بشم۔	۲۶۵کلومیٹرز
۴۔	پٹن۔	۳۰۲کلومیٹرز
۵۔	چیلاس۔	۴۷۹کلومیٹرز
۶۔	گلگت۔	۶۱۸کلومیٹرز
۷۔	ہیلے کش۔	۷۲۷کلومیٹرز
۸۔	پاسو۔	۷۶۲کلومیٹرز
۹۔	خنجراب۔	۸۸۳کلومیٹرز

....

مسلح افواج کے سربراہان

جنرل سر فرینک میسروی۔ کمانڈر انچیف۔ اگست ۱۹۴۷ء تا فروری ۱۹۴۸ء

جنرل سر ڈگلس گریسی۔ کمانڈر انچیف۔ فروری ۱۹۴۸ء تا جنوری ۱۹۵۱ء

جنرل محمد ایوب خان۔ کمانڈر انچیف۔ جنوری ۱۹۵۱ء تا اکتوبر ۱۹۵۸ء

جنرل محمد موسیٰ خان۔ کمانڈر انچیف۔ اکتوبر ۱۹۵۸ء تا ستمبر ۱۹۶۶ء

جنرل محمد یحییٰ خان۔ کمانڈر انچیف۔ ستمبر ۱۹۶۶ء تا دسمبر ۱۹۷۱ء

لیفٹیننٹ جنرل گل حسن۔ کمانڈر انچیف۔ دسمبر ۱۹۷۱ء تا مارچ ۱۹۷۲ء

جنرل ٹکا خان۔ چیف آف سٹاف۔ مارچ ۱۹۷۲ء تا مارچ ۱۹۷۶ء

جنرل محمد ضیاء الحق چیف آف سٹاف۔ مارچ ۱۹۷۶ء تا اگست ۱۹۸۸

جنرل مرزا اسلم بیگ چیف آف سٹاف۔ اگست ۱۹۸۸ء تا اگست ۱۹۹۱ء

جنرل آصف نواز جنجوعہ چیف آف سٹاف۔ اگست ۱۹۹۱ء تا

....

رئیر ایڈمرل جیفو رڈجیمز ولفریڈ۔ کمانڈر انچیف۔ اگست ۱۹۴۷ء تا فروری ۱۹۵۳ء

رئیر ایڈمرل حاجی محمد صدیق چودھری۔ کمانڈر انچیف۔ فروری ۱۹۵۳ء تا فروری ۱۹۵۹ء

وائس ایڈمرل فضل الرحمٰن خان۔ کمانڈر انچیف۔ فروری ۱۹۵۹ء تا اکتوبر ۱۹۶۶ء

وائس ایڈمرل ایس۔ ایم۔ احسن۔ کمانڈر انچیف۔ اکتوبر ۱۹۶۶ء تا اگست ۱۹۶۹ء

وائس ایڈمرل مظفر حسن۔ کمانڈر انچیف۔ ستمبر ۱۹۶۹ء تا دسمبر ۱۹۷۱ء

(۱) وائس ایڈمرل حسن حفیظ احمد۔ کمانڈر انچیف۔ دسمبر ۱۹۷۱ء تا مارچ ۱۹۷۲ء

(۲) وائس ایڈمرل حسن حفیظ احمد۔ چیف آف سٹاف۔ مارچ ۱۹۷۲ء تا مارچ ۱۹۷۵ء

ایڈمرل محمد شریف۔ چیف آف سٹاف۔ مارچ ۱۹۷۵ء تا مارچ ۱۹۷۹ء

ایڈمرل کرامت رحمٰن نیازی چیف آف سٹاف۔ مارچ ۱۹۷۹ء تا ۱۹۸۴ء

رئیر ایڈمرل طارق کمال خان چیف آف سٹاف۔ ۱۹۸۴ء تا

ایڈمرل افتخار احمد سروہی چیف آف سٹاف ۔

ایڈمرل یستور الحق ملک چیف آف سٹاف ۔

ائیر وائس مارشل آر۔ایل۔ایچ کمانڈر انچیف۔ اگست ۱۹۴۷ء تا جنوری ۱۹۵۱ء

ائیر وائس مارشل ایل۔ڈبلیو۔کینن کمانڈر انچیف ۔ جنوری ۱۹۵۱ء تا مارچ ۱۹۵۵ء

ائیر وائس مارشل اے۔ڈبلیو۔میکڈونلڈ کمانڈر انچیف ۔ مارچ ۱۹۵۵ء تا جولائی ۱۹۵۷ء

ائیر مارشل اصغر خان کمانڈر انچیف۔ جولائی ۱۹۵۷ء تا جولائی ۱۹۶۵ء

ائیر مارشل نور خان کمانڈر انچیف۔ جولائی ۱۹۶۵ء تا اگست ۱۹۶۹ء

ائیر مارشل اے۔رحیم خان۔ کمانڈر انچیف ۔ستمبر ۱۹۶۹ء تا مارچ ۱۹۷۲ء

ائیر مارشل ظفر احمد چودھری۔ چیف آف سٹاف ۔مارچ ۱۹۷۲ء تا اپریل ۱۹۷۴ء

ائیر چیف مارشل ذوالفقار علیخان چیف آف سٹاف ۔اپریل ۱۹۷۴ء تا جولائی ۱۹۷۸ء

ائیر چیف مارشل انور شمیم چیف آف سٹاف ۔جولائی ۱۹۷۸ء تا ۱۹۸۶ء

ائیر چیف مارشل جمال احمد خان چیف آف سٹاف ۔۱۹۸۶ء تا ۱۹۸۸ء

ائیر چیف مارشل حکیم اللہ چیف آف سٹاف ۔

مسلح افواج کے تقابلی عہدے

بری فوج	فضائی فوج	بحری فوج
سیکنڈ لیفٹیننٹ	پائلٹ آفیسر	کمیشنڈ آفیسر یا وارنٹ آفیسر
لیفٹیننٹ	فلائنگ آفیسر	سب لیفٹیننٹ
کیپٹن	فلائٹ لیفٹیننٹ	لیفٹیننٹ
میجر	سکواڈرن لیڈر	لیفٹیننٹ کمانڈر
لیفٹیننٹ کرنل	ونگ کمانڈر	کمانڈر
کرنل	گروپ کیپٹن	کیپٹن
بریگیڈیئر	ائیر کموڈور	کموڈور (درجہ اول و دوم)
میجر جنرل	ائیر وائس مارشل	ائیر ایڈمرل
لیفٹیننٹ جنرل	ائیر مارشل	وائس ایڈمرل
جنرل	ائیر چیف مارشل	ایڈمرل
فیلڈ مارشل	مارشل آف دی پاکستان ائیر فورس	ایڈمرل آف دی فلیٹ

بری فوج کے کمیشنڈ عہدوں کے بیج

عہدہ	بیج
سیکنڈ لیفٹیننٹ	ایک ستارہ
لیفٹیننٹ	دو ستارے
کیپٹن	تین ستارے
میجر	چاند

لیفٹیننٹ کرنل	چاند اور ستارہ
کرنل	چاند اور دو ستارے
بریگیڈیئر	چاند اور تین ستارے
میجر جنرل	چوک نما تلواریں اور ایک ستارہ
لیفٹیننٹ جنرل	چوک نما تلواریں اور چاند
جنرل	چوک نما تلواریں، چاند اور ایک ستارہ

مسلح افواج کے اعزازات

نمبر شمار	اعزاز	نمبر شمار	اعزاز
۱۔	نشان حیدر	۷۔	تمغۂ خدمت ا
۲۔	ہلال جرأت	۸۔	تمغۂ خدمت ۲
۳۔	ستارۂ پاکستان	۹۔	تمغۂ خدمت ۳
۴۔	ستارہ بسالت	۱۰۔	تمغۂ دفاع
۵۔	تمغہ جرأت	۱۱۔	پاکستان میڈل
۶۔	تمغۂ بسالت		

سول اعزازات

۱۔	نشان امتیاز	۷۔	ہلال شجاعت
۲۔	نشان پاکستان	۸۔	ستارۂ شجاعت
۳۔	ہلال پاکستان	۹۔	تمغۂ شجاعت
۴۔	تمغۂ پاکستان	۱۰۔	ہلال امتیاز
۵۔	ستارۂ پاکستان	۱۱۔	ستارۂ امتیاز
۶۔	نشان شجاعت	۱۲۔	تمغۂ امتیاز
۱۳۔	نشان قائداعظم	۱۷۔	نشان خدمت
۱۴۔	ہلال قائداعظم	۱۸۔	ہلال خدمت
۱۵۔	ستارہ قائداعظم	۱۹۔	ستارۂ خدمت
۱۶۔	تمغۂ قائداعظم	۲۰۔	تمغۂ خدمت

نشان حیدر

نشان حیدر پاکستان کا سب سے بڑا جنگی اعزاز ہے۔

اس کا نام حضرت علیؓ کے نام پر رکھا گیا ہے۔ یہ برطانیہ کے وکٹوریہ کراس، جرمنی کے آئرن کراس اور بھارت کے مہاویر چکر کے برابر ہے۔

نشان حیدر بری، بحری، فضائیہ کے ان سپوتوں کو دیا جاتا ہے جو شجاعت کے بے مثال مظاہرہ کرتے ہوئے شہادت پائیں۔

نشان حیدر کے اس اعزاز کے ساتھ ۵۰ ہزار روپے یا ۱۷۵ ایکڑ نہری زمین بھی دی جاتی ہے۔ اس اعزاز کے ساتھ الاؤنس ۳ نسلوں تک چلتے ہیں۔

نشان حیدر صدر پاکستان میجر جنرل اسکندر مرزا نے ۲۳ مارچ ۱۹۵۷ء کو یوم جمہوریہ پاکستان کے دن جاری کیا۔

نشان حیدر ۵ کونی ستارہ ہے جو گن میٹل سے بنا ہوتا ہے۔ اس پر سفید ایمل اور

کاپر، نکل دھات سے چاند ستارہ اور ڈیزائن بنا ہوتا ہے۔ ڈیزائن کے اوپر والے حصے پر نشان حیدر کے الفاظ کندہ ہوتے ہیں۔ اس کا ربن سبز رنگ کا ہوتا ہے اور یہ ڈیڑھ انچ چوڑا ہوتا ہے۔ یہ اعزاز اب تک ہماری مسلح افواج کے آٹھ افراد کو دیا گیا ہے۔ جن میں سے سات کا تعلق پاکستان آرمی سے اور ایک کا تعلق پاک فضائیہ سے تھا۔

بلحاظ عہدہ نشان حیدر پانے والوں میں ۴ میجر، ایک کیپٹن، ایک پائلٹ، ایک لانس نائیک اور ایک جوان شامل ہیں۔

ہلال جرأت

یہ برطانیہ کے ڈسنگوئش سروس ایوارڈ کے برابر ہے ہلال جرأت غیر معمولی خطرے کے وقت نمایاں جرأت کا مظاہرہ کرنے والوں کو دیا جاتا ہے۔ اس کے ہمراہ ۲۰ ہزار روپے یا ۱۵۰ ایکڑ اراضی بھی دی جاتی ہے۔

ہلال جرأت سونے کے تمغے کی شکل کا ہوتا ہے جس کی پشت پر عربی رسم الخط میں ہلال جرأت کے الفاظ کندہ ہوتے ہیں۔ ربن کی چوڑائی ۱/۴ ۱ ہوتی ہے اس کے ساتھ یکساں ناپ کی ۳ پٹیاں آویزاں ہوتی ہیں۔ (سرخ، سبز اور سرخ)

ستارہ جرأت

یہ غیر معمولی جرأت کے مظاہرہ پر دیا جاتا ہے۔ یہ چاندی کے میڈل پر مشتمل مخمس شکل کا ہوتا ہے۔ جس میں پانچ کونی ستارہ بنا ہوتا ہے اس کے ساتھ یکساں ناپ کی تین پٹیاں آویزاں ہوتی ہیں (سفید، سبز اور سفید) ربن کی چوڑائی ۱/۴ ۱ ہوتی ہے۔

ستارہ جرأت حاصل کرنے والوں کو ۱۵ ہزار روپے یا ۱۲۵ ایکڑ زرعی اراضی ملتی ہے۔ علاوہ ازیں جونیئر کمیشنڈ آفیسر کو ۳۰ روپے اور نان کمیشنڈ اور دیگر کو ۲۰ روپے

ماہوار الاؤنس دیا جاتا ہے۔

تمغۂ جرأت

یہ برطانیہ کے ملٹری میڈل کے برابر ہوتا ہے۔ شدید خطرے میں نمایاں جرأت کا کام کرنے والے اس کے حقدار ہوتے ہیں۔ یہ کانسی کے میڈل پر مشتمل ہے جس کے درمیان میں چاند ستارہ بنا ہوتا ہے۔ ربن کی چوڑائی ۱ ۱/۴ اُ ہے۔ یہ ربن سفید، سبز اور سرخ پٹیوں کا ہوتا ہے۔

تمغۂ جرأت حاصل کرنے والے کو ۴ ہزار روپے نقد اور ۴ ہزار روپے کے سیونگ سرٹیفکیٹ یا ۱۶ ایکڑ زرعی اراضی دی جاتی ہے۔

نشانِ حیدر حاصل کرنے والے شہدأ

کیپٹن محمد سرور شہید

۱۰ نومبر ۱۹۱۰ء کو ضلع راولپنڈی کے ایک گاؤں سنگھوری میں پیدا ہوئے۔

۱۵ اپریل ۱۹۲۹ء کو بطور سپاہی فوج میں بھرتی ہوئے۔ ۱۹۴۱ء میں جونیئر کمیشنڈ آفیسر بنے۔ ۲۷ اپریل ۱۹۴۴ء کو انڈین ملٹری اکیڈمی ڈیرہ دون سے کمیشن حاصل کیا۔ یکم فروری ۱۹۴۷ء کو فل کیپٹن بنے۔

دوسری جنگ عظیم میں آپ نے برما کے محاذ پر خدمات انجام دیں۔

۲۷ جولائی ۱۹۴۸ء کو کشمیر کے محاذ پر اوڑی سیکٹر میں دشمن سے بے جگری سے مقابلہ کرتے ہوئے جام شہادت نوش کیا۔

کیپٹن راجہ محمد سرور شہید کو سب سے پہلے نشان حیدر ملا۔ صدر پاکستان فیلڈ مارشل محمد ایوب خان نے ۲۷ اکتوبر ۱۹۵۹ء کو نشان حیدر سے نوازا۔ یہ اعزاز ان کی اہلیہ کرم جان نے وصول کیا۔

میجر طفیل محمد شہید

۲۲ جولائی ۱۹۱۴ء کو ہوشیار پور میں پیدا ہوئے۔

۲۲ جولائی ۱۹۳۳ء کو ۱۸ برس کی عمر میں فوج میں بحیثیت سپاہی بھرتی ہوئے۔ ۱۳ جون ۱۹۴۳ء کو سولہ پنجاب رجمنٹ میں کمیشن حاصل کیا۔

ابتداً کچھ عرصہ اپنی بٹالین میں مختلف تربیتی اور انتظامی حیثیتوں سے کام کیا۔ کچھ عرصہ سول آرمڈ فورسز کے ساتھ بھی منسلک رہے۔ ۱۹۵۸ء میں مشرقی پاکستان رائفلز میں کمپنی کمانڈر رہے۔

اگست ۱۹۵۸ء میں بھارت کی افواج نے گاؤں لکشمی پور میں اپنا مورچہ بنایا تو میجر طفیل محمد شہید کو علاقہ خالی کرانے کی ذمہ داری سونپی گئی۔

۷ اگست ۱۹۵۸ء کو انہوں نے ساڑھے تین بجے رات بھارتی فوج کا محاصرہ کر لیا اور ان پر دھاوا بول دیا۔ اس حملے میں انہوں نے دشمن سے علاقہ خالی کرا لیا۔ مگر شدید زخمی ہوئے اور اس دن اڑھائی بجے دوپہر جام شہادت نوش کیا۔

۷ نومبر ۱۹۵۹ء کو صدر پاکستان فیلڈ مارشل محمد ایوب خان نے نشان حیدر دیا جو ان کی صاحبزادی نسیم اختر نے وصول کیا۔

میجر عزیز بھٹی شہید

۶ اگست ۱۹۲۳ء کو ہانگ کانگ میں پیدا ہوئے جہاں ان کے والد مقیم تھے۔

کوئنز کالج ہانگ کانگ سے میٹرک کیا۔ ۱۹۴۶ء میں ایئر فورس میں بحیثیت ایئر مین بھرتی ہوئے۔ ۱۹۵۰ء میں پاک فوج میں کمیشن حاصل کیا اور پنجاب رجمنٹ میں شامل ہوئے۔

پاکستان ملٹری اکیڈمی میں تربیت کے دوران انہوں نے اعزازی شمشیر اور نارمن گولڈ میڈل حاصل کیا۔ یہ اعزازات انہوں نے وزیر اعظم پاکستان لیاقت علی خان سے ۴ فروری ۱۹۵۰ء کو حاصل کیے۔

ستمبر ۱۹۶۵ء کی جنگ میں میجر عزیز بھٹی لاہور سیکٹر میں برکی کے محاذ پر دشمن کا دلیری سے مقابلہ کرتے ہوئے ۱۲ ستمبر ۱۹۶۵ء کو خالق حقیقی سے جا ملے۔

۲۳ مارچ ۱۹۶۶ء کو صدر پاکستان فیلڈ مارشل محمد ایوب خان نے نشان حیدر کا اعزاز دیا۔ یہ اعزاز ان کی بیگم محترمہ زرینہ اختر بھٹی نے وصول کیا۔

پائلٹ آفیسر راشد منہاس شہید

نشان حیدر کا اعزاز پانے والوں میں سب سے کم سن راشد منہاس ۱۷ فروری ۱۹۵۰ء کو کراچی میں پیدا ہوئے۔

اگست ۱۹۶۸ء میں فضائیہ کے سکول واقع رسالپور میں داخل ہوئے۔ یہاں سے فارغ التحصیل ہونے کے بعد مسرور کراچی میں تربیت کے لئے گئے۔ اپریل

۱۹۷۱ء میں بی ایس سی ایرو ناٹیکل انجینئر نگ کا امتحان پاس کیا۔

۲۰ اگست ۱۹۷۱ء کو اپنی تیسری تنہا پرواز کے لئے روانہ ہونے لگے تو ان کے غدار بنگالی انسٹرکٹر مطیع الرحمان آ پہنچا اور طیارے کا کنٹرول سنبھال لیا۔ طیارہ فضا میں بلند ہوا اور جونہی راشد منہاس کو احساس ہوا کہ طیارے کا رخ بھارت کی طرف ہے انہوں نے غدار مطیع الرحمان سے کنٹرول لینے کی کوشش کی۔

غدار مطیع الرحمان تجربہ کار تھا۔ جب راشد منہاس نا کام رہے تو انہوں نے واحد آبرومندانہ راہ اختیار کی۔ وہ عقاب کی طرح غدار پر جھپٹے۔ کہ وہ بے بس ہو گیا اور طیارہ بھارت کی سرحد سے صرف ۳۲ میل کے فاصلے پر ٹھٹھہ کے قریب گر کر تباہ ہو گیا۔

راشد منہاس کا طیارہ ٹی ۳۳ تھا اور اس کا کوڈ نمبر ٹی برڈ تھا۔

اپنے ملک کے وقار کی خاطر موت کو گلے لگانے والے راشد منہاس کو ۲۹ اگست ۱۹۷۱ء کو صدر جنرل محمد یحییٰ خان نے نشان حیدر کا اعزاز دیا۔

میجر محمد اکرم شہید

۱۴ اپریل ۱۹۳۸ء کو ڈنگہ ضلع گجرات میں پیدا ہوئے۔

۱۹۱۵ء میں رنگروٹ کی حیثیت سے بھرتی ہوئے۔ ۱۳ اکتوبر ۱۹۶۳ء کو کمیشن حاصل کیا اور فرنٹیئر فورس رجمنٹ میں شامل ہوئے۔ ۷ جولائی ۱۹۶۸ء کو مشرقی پاکستان میں تعینات ہوئے۔

۱۹۷۱ء کی پاک بھارت جنگ میں ہلی کے محاذ پر تھے جہاں دشمن نے زبردست دباؤ ڈالا ہوا تھا مگر میجر اکرم کی کمپنی اسے ایک انچ آگے بڑھنے نہیں دے رہی تھی۔ ۲ ہفتوں تک اس کمپنی نے دشمن کو وہیں روکے رکھا اور اس کا بھاری جانی و مالی نقصان کیا حتیٰ کہ اس کے دھاوے کو پسپا کر دیا۔

اس معرکے میں میجر اکرم نے ۵ دسمبر ۱۹۷۱ء کو جام شہادت نوش کیا۔ ۲۴ دسمبر

۱۹۷۱ء کو صدر پاکستان ذوالفقار علی بھٹو نے نشان حیدر کا اعزاز دیا۔

میجر شبیر شریف شہید

۲۸ اپریل ۱۹۴۳ء کو کنجاہ ضلع گجرات میں پیدا ہوئے۔

سینئر کیمبرج کے بعد گورنمنٹ کالج لاہور میں داخل ہوئے۔ چھ ماہ بعد کیڈٹ کی حیثیت سے فوج میں بھرتی ہوئے۔ ۱۹ اپریل ۱۹۶۴ء کو ملٹری اکیڈمی کاکول سے کمیشن حاصل کیا۔ اور فرنٹیئر فورس میں تعینات ہوئے۔ دوران تربیت اعزازی شمشیر حاصل کی۔

۱۹۶۵ء کی جنگ میں آپ سیکنڈ لیفٹیننٹ تھے۔

۱۹۷۱ء کی پاک بھارت جنگ میں میجر شبیر شریف سلیمانکی ہیڈورکس کے قریب فرنٹیئر فورس کی ایک رجمنٹ کی کمان کر رہے تھے۔ انہیں ایک اونچے بند پر قبضہ کی مہم سونپی گئی جس میں انہوں نے جان پر کھیل کر کامیابی حاصل کی۔

اب وہ دشمن سے بلند مقام پر تھے اگلے ۳ دن اور ۳ راتیں دشمن بار بار جوابی حملے کرتا رہا جنہیں میجر شبیر شریف نے پسپا کر دیا۔

۶ دسمبر ۱۹۷۱ء کو دشمن کے ایک اور حملے کا دفاع کرتے ہوئے میجر شبیر اپنے توپچی کی اینٹی ٹینک گن سے دشمن پر گولے برسا رہے تھے کہ ٹینک کا ایک گولہ براہ راست لگنے سے خالق حقیقی سے جا ملے۔

۱۷ جنوری ۱۹۷۲ء کو صدر ذوالفقار علی بھٹو نے نشان حیدر کا اعزاز دیا۔

سوار محمد حسین شہید

۱۸ جنوری ۱۹۴۹ء کو ڈھوک پیر بخش (اب ڈھوک محمد حسین) راولپنڈی میں پیدا ہوئے۔

۳ ستمبر ۱۹۶۶ء کو فوج میں بھرتی ہوئے اور ڈرائیور کی تربیت حاصل کی۔

۱۹۷۱ء کی پاک بھارت جنگ ۲۰ لانرز کے ساتھ خدمات انجام دے رہے

تھے۔ وہ اگرچہ ڈرائیور تھے مگر کوئی نہ کوئی مشین گن سنبھال لیتے اور دشمن پر آگ برسانے لگتے۔ دشمن کی گولہ باری کی پرواہ کیے بغیر جوانوں کو گولہ بارود پہنچاتے۔ توپوں کا رخ درست کرواتے۔ ۱۰ دسمبر کو ان کی رہنمائی سے توپچیوں نے فائرنگ کر کے دشمن کے ۱۶ ٹینک تباہ کر دیے۔

دس دسمبر ۱۹۷۱ء کو سوار محمد حسین اپنے ایک ری کائل لیس رائفل بردار کو دشمن کے ٹھکانے کی نشاندہی کرتے ہوئے دشمن کے ایک ٹینک سے نکلنے والی گولیوں کی بوچھاڑ سے شہید ہو گئے۔

صدر پاکستان ذوالفقار علی بھٹو نے ۱۷ جنوری ۱۹۷۲ء کو نشان حیدر کا اعزاز دیا۔

سوار حسین شہید نشان حیدر پانے والے پہلے جوان ہیں۔

لانس نائیک محمد محفوظ شہید

۲۵ اکتوبر ۱۹۴۴ء کو پنڈ ملکاں (اب محفوظ آباد) ضلع راولپنڈی میں پیدا ہوئے۔

۲۵ اکتوبر ۱۹۶۲ء کو فوج میں بھرتی ہوئے۔

۱۹۷۱ء کی جنگ میں محمد محفوظ ۱۵ پنجاب رجمنٹ کی اے کمپنی سے منسلک تھے جو واہگہ اٹاری سیکٹر پر متعین تھی۔ ۱۷ اور ۱۸ دسمبر کی درمیانی رات کو اس کمپنی کو پل کنجری نامی گاؤں پر قبضہ کرنے کا حکم ملا۔ لانس نائیک محفوظ کی پلاٹون سب سے آگے تھی۔ آگے بڑھتے ہوئے جب یہ کمپنی بھارتی فوج کی پوزیشن سے ستر گز کے فاصلے پر تھی تو سامنے اور پہلو سے دشمن کے خودکار ہتھیاروں کے فائر کی مسلسل باڑھ کے سبب کمپنی کو مجبوراً اپنی پیش قدمی روکنی پڑی۔ پو پھٹتے ہی دشمن کی توپوں نے بھی دہانے کھول دیے۔ مگر لانس نائیک محفوظ نہایت بے جگری سے داد شجاعت دے رہے تھے۔ ایک مرحلے پر جب ان کی مشین گن دشمن کے ایک گولے کی ضرب سے تباہ ہو گئی تو وہ اپنے شہید ساتھی کی ہلکی مشین گن اٹھا کر دشمن کے اس مورچے کی طرف نکلے جہاں سے آتی ہوئی خودکار اسلحے کی آگ ان کی کمپنی کو بھاری نقصان پہنچا رہی

تھی۔

ان کی دونوں ٹانگیں گولیوں سے چھلنی ہو چکی تھیں۔ مگر وہ اپنے آپ کو گھسیٹتے ہوئے اور مشین گن سے برابر فائر کرتے ہوئے آگے بڑھتے گئے۔ آگے اور آگے۔ دشمن کے بنکر کی طرف۔ اور جب بنکر کے دہانے پر پہنچ گئے تو جیسے کسی غیر مرئی طاقت کے زور سے رینگتا ہوا زخمی مجاہد یکبارگی کھڑا ہو گیا اور دشمن پر پل پڑا۔ لیکن اس اثناء میں قریب سے ایک گولی آ لگی اور مشین گن اس کے ہاتھ سے چھوٹ گئی۔ مگر حوصلہ کم نہ ہوا۔ وہ ایک بھارتی سپاہی کو ہاتھوں میں پکڑ کر اس کا گلا گھونٹ رہے تھے۔ کہ ایک بھارتی سپاہی نے سنگین مار کر انہیں شہید کر دیا۔

۱۵ اپریل ۱۹۷۲ء کو صدر ذوالفقار علی بھٹو نے نشان حیدر کا اعزاز دیا۔

....

فوجی اصطلاحات ومعلومات

الٹی میٹم

آخری فیصلہ، آخری دھمکی یا آخری مطالبہ جس کے نظر انداز ہونے کی صورت میں دوستانہ تعلقات توڑ لیے جاتے ہیں اور جنگ چھڑ جاتی ہے۔

آبدوز

ایک ایسی کشتی جو پانی کے اندر بھی تیر سکتی ہے اور اوپر بھی۔ دشمن کے بحری بیڑے کی نقل وحرکت پر نظر رکھنے اور اس پر حملہ کرنے کے لیے استعمال کی جاتی ہے۔

آبدوز سرنگیں

دھماکہ کرنے والے آلات جو جنگ کے زمانے میں دشمن کے بحری جہاز تباہ کرنے کی غرض سے سمندر میں رکھ دیے جاتے ہیں۔

اسلحہ

ہر طرح کے ہتھیار، مثلاً رائفلیں، تلواریں، بم، دستی بم، اور مشین گنیں وغیرہ۔

ایٹم بم

ایسا بم جس میں نیوٹران کے مسلسل ردعمل سے دھماکے ہوتے ہیں۔ اس میں یورانیم یا پلاٹونیم دھات استعمال ہوتی ہے۔ ایٹم بم مختلف بارودی طاقتوں کے ہوتے ہیں۔

۱۹۴۵ء میں ہیروشیما پر جو ایٹم بم گرایا گیا تھا۔ وہ آج کل کے ایٹم بموں کے مقابلے میں ایک پٹاخے کی حیثیت رکھتا ہے۔ یہ دنیا کا خوف ناک ترین جنگی ہتھیار ہے۔

آگزیلری فورس

ایسی زائد فورس جسے جنگ کے دوران کسی وقت بھی بلایا جا سکے۔

انفنٹری

پیدل فوج کو کہتے ہیں۔

آرڈی ننس

اس سے مراد توپیں، ان سے متعلقہ آلات اور گولہ بارود ہوتا ہے۔ بعض اوقات بری اور بحری فوج میں استعمال ہونے والے پستولوں، رائفلوں اور دوسرے اسلحے کو بھی آرڈی ننس کہتے ہیں۔

آنسو گیس

ایک گیس جس کے چھوڑنے سے لوگوں کی آنکھوں میں آنسو آ جاتے ہیں۔ پولیس، اجتماعات، مظاہروں وغیرہ کو منتشر کرنے کے لیے یہ گیس استعمال کرتی ہے۔

اے۔آر۔پی

بچاؤ کی وہ تمام تدابیر جو شہری دفاع کا محکمہ ہوائی حملے کے وقت استعمال کرتا ہے۔

ایڈجوٹنٹ جنرل

بری فوج کے جنرل سٹاف میں کسی محکمے کا سربراہ، کمانڈر انچیف کا ایگزیکٹو آفیسر، احکام وصول کرتا اور جاری کرتا ہے۔

ایڈمرل

بحریہ کا کمانڈر انچیف، امیر البحر۔

بٹالین

پیدل فوج کا ایک یونٹ جس کی قیادت لیفٹیننٹ کرنل کرتا ہے۔ بٹالین میں کئی کمپنیاں ہوتی ہیں۔اور یہ عموماً ۸۰۰فوجیوں پر مشتمل ہوتی ہے۔

بارودی سرنگ

دھات کے خول جن میں بارود وغیرہ بھر کر زمین میں دبا دیتے ہیں یا سمندر میں ڈال دیتے ہیں۔ یہ دباؤ پڑنے یا جہاز وغیرہ کے ٹکرانے سے پھٹ جاتے ہیں۔

بمبار طیارے

وہ طیارے جو دشمن پر بم گراتے ہیں۔ یہ طیارے لڑاکا طیاروں کی نسبت بڑے اور بھاری ہوتے ہیں۔ بعض طیاروں میں یہ دونوں خصوصیات ہوتی ہیں۔

بلیک آؤٹ

ہوائی حملہ کی احتیاطی تدابیر جس کے تحت رات کے وقت تمام بیرونی روشنیاں بجھادی جاتی ہیں۔اور عمارتوں کے اندر کی تمام روشنیوں کو اس طرح ڈھانپ دیا جاتا ہے کہ باہر سے نظر نہ آسکیں۔

بیرک

وہ عمارت جہاں فوجی رہتے ہیں۔

بحری طیارہ

ایسا طیارہ جو پانی میں اتر سکتا ہے اور وہیں سے پرواز کرسکتا ہے۔

برین گن

مشین گن کی ایک نئی قسم جو ہلکی ہوتی ہے۔

بریگیڈیئر

ایک بریگیڈ کا انچارج ۔وہ اپنے بریگیڈ کی ٹریننگ، ڈسپلن، دیکھ بھال اور کمان

کا ذمہ دار ہوتا ہے۔

بحری بیڑہ

بحری جہازوں کا ایک ڈویژن، جس کی کمان ایک ہی افسر کے ہاتھ میں ہو۔

بکتر بند گاڑی

ایک فوجی گاڑی جس کے گرد فولاد کی چادر منڈھی ہوتی ہے اور اس پر گولی اور چھوٹا گولہ اثر نہیں کرتا۔

پاسنگ آؤٹ پریڈ

جب فوجی اپنی تربیت مکمل کر لیتے ہیں تو اس وقت انھیں سندیں دینے کے لیے پریڈ ہوتی ہے۔ اسے پاسنگ آؤٹ پریڈ کہتے ہیں۔

پیراشوٹ

ریشمی کپڑے سے بنا ہوا چھاتا، اس کے ذریعے فوجی طیاروں سے کودتے ہیں۔

تارپیڈو

پانی کے اندر خود بخود حرکت کرنے والی سرنگ جو کسی جہاز یا مطلوبہ نشانے پر جا کر زوردار دھماکہ کرتی ہے۔ تارپیڈو ۲۰ فٹ لمبی ہوتی ہے اور اس کا قطر ۲۱ انچ ہوتا ہے۔

توپ خانہ

فوج کا وہ حصہ جو دشمن کے مقابلے میں توپیں استعمال کرتا ہے۔ توپیں مختلف دہانوں کی ہوتی ہیں۔ اور ان کی مار بھی مختلف ہوتی ہے۔

بحری بیڑہ

بحری جہازوں کا ایک ڈویژن، جس کی کمان ایک ہی افسر کے ہاتھ میں ہو۔

بکتر بند گاڑی

ایک فوجی گاڑی جس کے گرد فولاد کی چادر منڈھی ہوتی ہے اور اس پر گولی اور چھوٹا گولہ اثر نہیں کرتا۔

بِپ

کسی فوجی افسر کے بازو پر امتیازی نشان جس سے اس کا درجہ پہچانا جاتا ہے۔

پیدل فوج

پیدل رہ کر لڑنے والے فوجی، اس فوج کو بریگیڈوں، رجمنٹوں، بٹالینوں، کمپنیوں، پلاٹونوں اور سکویڈ میں تقسیم کیا جاتا ہے۔

پلٹن (پلاٹون)

فوج کا ایک یونٹ جو نصف کمپنی کے مساوی ہوتا ہے اور اس کی کمان ایک لیفٹیننٹ کرتا ہے۔

تباہ کن جہاز

ایک تیز رفتار جنگی جہاز، جس میں تارپیڈو، توپیں، بم وغیرہ ہوتے ہیں۔ اسے دشمن کے بحری جہازوں اور آبدوزوں کو غرق کرنے کے لیے استعمال کرتے ہیں۔

ٹامی گن

چھوٹی بندوق جس میں خود بخود کارتوس بھر جاتے ہیں۔ اس کے موجد کا نام ٹامسن تھا۔ لہٰذا اسے ٹامی گن کہتے ہیں۔

ٹینک

ایسی بکتر بند گاڑی جس پر گولی اثر نہیں کرتی۔ یہ دشمن کی صفوں تک پہنچ جاتی ہے اور گولے برسا کر پیدل فوج کو آگے بڑھنے میں مدد دیتی ہے۔ اس پر مشین گنیں اور ہلکی توپیں لگی ہوتی ہیں۔

جارحیت

کسی ملک پر توسیع مملکت کی خاطر حملہ کرنا۔

جنگی جہاز

ایسا بحری جہاز جسے جنگی مقاصد کے لیے تعمیر کیا گیا ہو۔ جنگی جہازوں میں جنگی کشتیاں، تباہ کن جہاز، ساحلی دفاعی کشتیاں، طیارہ بردار جہاز، آبدوزیں وغیرہ شامل ہوتی ہیں۔

جھنڈا

کپڑے کا ایک ٹکڑا جو مختلف رنگوں کا ہوتا ہے اور جس سے کسی ملک کا امتیازی نشان ظاہر ہوتا ہے۔ جھنڈا اشارے دینے یا خاص معلومات فراہم کرنے کے لیے استعمال ہوتا ہے۔

جی۔ ایچ۔ کیو (جنرل ہیڈ کوارٹرز کا مخفف)

فوج کے بڑے بڑے سٹاف افسروں کا دفتر۔ ان افسروں میں چیف آف جنرل سٹاف، ایڈجوٹنٹ جنرل، کوارٹر ماسٹر جنرل آف آرڈیننس وغیرہ شامل ہوتے ہیں۔

جنرل

بڑا فوجی آفیسر جس کا عہدہ فیلڈ مارشل کے برابر ہوتا ہے۔

چھاؤنی

مستقل فوجی شہر۔ یہ اصل شہر سے کچھ فاصلے پر بسایا جاتا ہے۔

چیف آف جنرل سٹاف

فوج کے چار بڑے سٹاف آفیسرز میں سے ایک۔ دوسرے تین یہ ہے۔ ایڈجوٹنٹ جنرل، کوارٹر ماسٹر جنرل اور ماسٹر جنرل آف آرڈیننس۔

خندق

زمین میں کھدی ہوئی جگہ جس میں فوجی بیٹھ جاتے ہیں اور دشمن کی گولیوں کی براہ راست زد سے محفوظ رہتے ہیں۔ خندقیں شہری علاقوں میں ہوائی حملوں سے بچاؤ کے کام بھی آتی ہیں۔

دستہ

فوجیوں کی ایک خاص تعداد، جنہیں ڈرل کے لیے ایک خاص انداز میں منظم کیا جائے۔

دمدمہ

اونچی جگہ جس پر رکھ کر توپ چلاتے ہیں۔

دھوئیں کے بادل

فوجیں پسپا ہوتے وقت یا پیش قدمی کرتے وقت دھوئیں کے بادل چھوڑتی ہیں۔ سیاہ کی بجائے سفید دھواں زیادہ مفید ہوتا ہے۔ دھوئیں کے بادل چھوڑنے کے لیے دھوئیں کے بم یا فاسفورس استعمال کیا جاتا ہے۔

ڈپو

وہ جگہ جہاں فوجی ضروریات کے لیے اسلحہ، خوراک اور ادویہ وغیرہ رکھی جاتی ہیں۔

ڈویژن

ڈویژن میں تین یا چار بریگیڈ ہوتے ہیں اور اس کی کمان عموماً میجر جنرل کرتا ہے۔

ڈویژنل کمانڈر

ایک ڈویژن کا سربراہ جو ڈویژن میں شامل تمام یونٹوں کی تربیت، نظم ونسق اور

کمان کا ذمہ دار ہوتا ہے۔

رجمنٹ

فوجیوں کا ایک دستہ جس کی کمان کرنل کرتا ہے۔

رکاوٹ

عارضی قلعہ بندی جو شہر کے اندر دشمن کو روکنے کے لیے قائم کی جاتی ہے۔

ریئر ایڈمرل

بحریہ کا فوجی افسر جو اگلے ڈویژن کی کمان کرتا ہے۔

ریکروٹ (رنگروٹ)

نیا بھرتی کیا جانے والا سپاہی۔

ریڈ کراس

ایک بین الاقوامی تنظیم جو جنگ اور امن (بالخصوص جنگ میں) میں زخمیوں اور مصیبت زدہ افراد کی مدد کرتی ہے۔ یہ تنظیم جنیوا (سوئٹزرلینڈ) میں ۹ فروری ۱۸۶۳ء کو ہنری ڈونٹ نامی ایک شخص کی تجاویز پر قائم کی گئی تھی اور اس کی شاخیں دنیا کے تقریباً تمام ملکوں میں ہیں۔

راکٹ

آگنی یا ہوائی بان، ایک ایسا ہتھیار جو خود اپنی طاقت سے زمین سے فضاء میں بلند ہوتا ہے۔ اور مقررہ نشانے پر جا پہنچتا ہے۔ دوسری جنگ عظیم میں جرمنی نے اس قسم کے راکٹ پھینک کر برطانیہ میں بہت تباہی مچائی تھی۔

رائفل

ایک آتشیں ہتھیار جسے کندھے سے لگا کر چلاتے ہیں۔ موجودہ رائفل پہلی بار ۱۸۴۰ء میں سموئیل کولٹ نے تیار کی تھی۔

ریوالور

ایک ایسا پستول جس کے چیمبر میں پانچ سات گولیاں بیک وقت رکھی جا سکتی ہیں اور ٹرائگر دبانے سے یہ گولیاں باری باری نال میں آتی جاتی ہیں۔

زرہ بکتر

چمڑے یا دھات کا بنا ہوا لباس جو پرانے زمانے میں جسم کو تلوار وغیرہ کی ضرب سے بچانے کا کام آتا ہے۔

سارجنٹ

بریہ اور بحریہ میں ایک نان کمیشنڈ آفیسر، اس کا کام ڈرل میں مدد دینا اور اعلیٰ افسروں کی مدد کرنا ہے۔

سارجنٹ میجر

اعلیٰ ترین نان کمیشنڈ آفیسر۔ یہ ایڈ جوٹنٹ کی مدد کرتا ہے۔

سکاؤٹ

ایسا شخص جسے دشمن کی نقل و حرکت پر نظر رکھنے اور اس کی اطلاع اپنے افسروں کو دینے کی خصوصی تربیت دی گئی ہو۔

سگنل

اشارہ۔ جس سے پیغام رسانی میں مدد لی جاتی ہے۔ سگنل دینے کے لیے مختلف قسم کی اشیاء اور آلات استعمال کیے جاتے ہیں۔

سکواڈرن

فضائیہ کا ایک یونٹ جس میں ایک ہی قسم کے طیارے ہوں۔

سٹاف کالج

ایسا ادارہ جہاں اعلیٰ فوجی آفیسرز کو تربیت دی جاتی ہے۔

سٹیشن کمانڈر

فوج کے کسی سٹیشن پر تربیت، نظم وضبط، اور فوجوں کی کمان کا ذمہ دار افسر۔

سبوتاژ

خفیہ طریقوں سے انتظام، نظم ونسق، اور امن وامان کو تباہ کرنا۔

طیارہ

ہوا میں اڑنے والی۔ آج کل بہت بڑے اور تیز رفتار طیارے بنا لیے گئے ہیں جن سے رسل ورسائل، دشمن پر بم برسانے، حملہ کرنے اور حملوں کا دفاع کرنے میں مدد لی جاتی ہے۔ جاسوسی کے لیے ایسے طیارے بنائے گئے ہیں جن میں کوئی ہوا باز سوار نہیں ہوتا۔

طیارہ بردار جہاز

ایک بحری جہاز جس پر طیارے اتر اور چڑھ سکتے ہیں۔

طیارہ شکن توپ

ایسی توپ جس سے طیارے کو گرایا جاتا ہے۔

عدم جارحیت کا معاہدہ

ایک ایسا معاہدہ جس کے تحت دو یا دو سے زیادہ **ملک** ایک دوسرے پر حملہ نہ کرنے کا عہد کرلیں۔

عارضی صلح

متحارب ملکوں یا گروہوں کے درمیان عارضی طور پر جنگ بند کرنے کا معاہدہ عموماً عارضی صلح کے بعد مستقل قیام امن کا اعلان کیا جاتا ہے۔

فیلڈ مارشل

بری فوج کا افسر جو جنرل سے اوپر ہوتا ہے۔

ففتھ کالم

غدار جو ملک کی سلامتی کے منافی سرگرمیوں میں حصہ لے اور مخالف فوج کی مدد کرے۔

فلائیٹ لیفٹیننٹ

فضائیہ کا ایک عہدہ جو بری فوج کے کیپٹن اور بحریہ کے لیفٹیننٹ کے عہدے کے برابر ہوتا ہے۔

فلیگ کیپٹن

ایسے جہاز کا کپتان، جس پر ایڈمرل کا جھنڈا نصب ہو۔

فلیگ آفیسر کمانڈنگ

بحریہ کا اعلیٰ کمانڈنگ آفیسر۔

فوجی قافلہ

مسلح افواج کا ایسا دستہ جو ایک جگہ سے دوسری جگہ جا رہا ہو۔

کورٹ مارشل

فوجی عدالت جس میں بری، بحری اور فضائی فوج کے افسروں کے خلاف نظم و ضبط کی خلاف ورزی یا جنگی قوانین توڑنے کے جرم میں مقدمہ چلایا جاتا ہے۔

کوارٹر ماسٹر

فوجیوں کے کوارٹروں اور سپلائی کا ذمہ دار افسر، اس کی مدد کوارٹر ماسٹر سارجنٹ کرتا ہے۔

کوارٹر ماسٹر جنرل

میجر جنرل یا کرنل کی رینک کا سٹاف آفیسر، جو ٹرانسپورٹ کوارٹرز، ایندھن، کپڑوں وغیرہ کی سپلائی کا ذمہ دار ہوتا ہے۔

کیڈٹ

بحری، بری یا فضائی فوج میں کمیشن حاصل کرنے کا خواہشمند طالب علم۔

کیموفلاج

دشمن کو دھوکہ دینے کے لئے فوجی گاڑیوں اور سازو سامان کو درختوں کی ٹہنیوں یا اسی رنگ کی کسی چیز سے ڈھانپنا۔ فوجی بھی یہی طریقہ استعمال کرتے ہیں۔ سمندروں میں جہازوں پر سمندر کے رنگ سے مشابہ رنگ پھیر دیا جاتا ہے۔

کرنل

فوج کی ایک رجمنٹ کا کمانڈر

کمانڈر انچیف

بری فوج کا سب سے بڑا سربراہ۔ سپہ سالار اعظم۔

کمیشنڈ آفیسر

لیفٹیننٹ یا اس سے اعلیٰ رینک کا کوئی آفیسر

کموڈور

بحریہ میں ایک عہدہ جو ایڈمرل اور کیپٹن کے عہدوں کے بین بین ہوتا ہے۔

کمپنی

بٹالین کا ۱/۴ حصہ۔ اس کی کمان میجر یا کیپٹن کرتا ہے۔

کھلا شہر

ایسا شہر جس میں کوئی فوجی اڈہ نہ ہو، ایسے شہر پر بمباری نہیں کی جاتی۔

گستاپو

دوسری جنگ عظیم میں جرمنوں کی خفیہ پولیس کا نام تھا۔

گوریلا جنگ

بے قاعدہ اور غیر منظم لڑائی ۔جس کا مقصد دشمن کو مارو اور بھاگ جاؤ ہوتا ہے۔ اس میں با قاعدہ مقابلے سے گریز کیا جاتا ہے۔

گشت

حفاظت اور نگہبانی کی غرض سے کسی کیمپ یا گریژن کے اندر یا ارد گرد چکر لگانا، دشمن کی نقل و حرکت، طاقت اور کمزوریوں کا اندازہ لگانے کے لیے بھی گشتی دستے بھیجے جاتے ہیں۔

لڑاکا طیارے

ایک یا دو نشستوں والے طیارے جو دشمن کی فضائیہ کو ہراساں کرنے یا تباہ کرنے کے لئے استعمال کیے جاتے ہیں۔

لیفٹیننٹ کرنل

ڈویژن کا سیکنڈ ان کمان آفیسر۔

لیفٹیننٹ جنرل

ایک ڈویژن کی کمان کرنے والا فوجی آفیسر۔

مائینر

سرنگیں بچھانے والا فوجی جوان۔

مشینی دستے

ان میں بکتر بند دستے، موٹروں والے یونٹ ،توپ خانہ، ٹینک شکن توپچی، طیارہ شکن توپچی، ساحل کا دفاع کرنے والا توپ خانہ، ساپر اور سرنگیں بچھانے والے دستے شامل ہوتے ہیں۔

میجر جنرل

بری فوج کا ایک آفیسر جو بریگیڈیئر سے بڑا اور لیفٹیننٹ جنرل سے چھوٹا ہوتا ہے۔

میگزین

ایسی جگہ جہاں اسلحہ، گولہ بارود اور دوسرا جنگی سامان رکھا جاتا ہے۔ بارود خانہ۔

مارٹر

ایک توپ جو بھاری وزن کے گولے ۴۵ ڈگری یا اس کے لگ بھگ پھینکتی ہے۔

ناکہ بندی

جنگ کے دوران میں کسی شہر یا مقام کا فوج یا جہازوں کے ذریعے محاصرہ کرنا تاکہ باہر سے کوئی چیز اندر نہ جا سکے۔

وارنٹ آفیسر

ایک فوجی آفیسر جو احکام اور اختیار ملنے پر مطلوبہ کام کرتا ہے یہ عموماً کمیشنڈ اور نان کمیشنڈ آفیسرز کے درمیان ہوتا ہے۔

ہیلی کاپٹر

ایسا طیارہ جس کے اوپر پنکھا لگا ہوتا ہے اور جسے اتارنے کے لیے کسی رن وے یا خاص میدان کی ضرورت نہیں ہوتی۔

....

مسلح افواج کی جنگی مشقیں

اب تک چار جنگی مشقیں ہو چکی ہیں۔

پہلی جنگی مشق ۱۹۵۰ء کی دہائی کے آخر میں ہوئی۔ اس کا نام ''بلیو لیز ارڈ'' رکھا گیا تھا۔ اس میں صرف ۲ ڈویژن فوج نے حصہ لیا تھا۔

۱۹۶۲ء میں ''تیز گام'' کے نام سے جنگی مشق ہوئی۔

۱۹۶۰ء کی دہائی کے آخر میں ''کرسٹل بال'' کے نام سے جنگی مشق ہوئی۔

۱۹۸۹ء میں پاکستان کی تاریخ کی سب سے بڑی فوجی مشق ''ضرب مومن'' پورے جوش و خروش سے ہوئی۔ جس میں مسلح افواج کے دو لاکھ سے زائد افراد نے حصہ لیا۔ اس جنگی مشق کا علاقہ **ملک** کے دو تہائی حصہ پر مشتمل تھا۔

مشقوں کے علاقے کو دو فرضی ریاستوں ''بلیو لینڈ'' اور ''فاکس لینڈ'' میں تقسیم کیا گیا تھا۔ دونوں ریاستوں کے درمیان سرحدی باؤنڈری شمال میں دریائے سندھ پر دریائے جہلم اور دریائے چناب کے ساتھ ساتھ ہوتی ہوئی پنجند کے جنوب میں دریائے سندھ سے مل جاتی تھی۔

''فاکس لینڈ'' جو بڑی ریاست تھی کی طرف سے ''بلیو لینڈ'' پر جارحیت کی کوشش کی گئی تھی جسے بلیو لینڈ کی بہادر افواج نے ناکام بنا دیا۔

''ضرب مومن'' میں بری اور فضائی افواج شریک تھیں۔ مشقوں کے علاقے سمندر سے دور ہونے کے سبب بحریہ شامل نہیں تھی۔ تاہم بحریہ کی ماسٹر پاور کا بحیرۂ عرب میں شاندار مظاہرہ ان مشقوں سے پہلے کیا گیا تھا۔

''ضرب مومن'' افراد اور ساز و سامان کے لحاظ سے سب سے بڑی کثیر المقاصد مشقیں تھیں جن میں استعمال ہونے والے ۹۰ فیصد آلات اور گولہ بارود مقامی طور پر تیار کردہ تھے۔

''ضرب مومن'' جنگی مشقوں پر آنے والے اخراجات ۱۶ کروڑ روپے تھے۔

پاکستان آرڈیننس فیکٹریز (P.O.F)

پاکستان ۴۰ ملکوں کو اسلحہ فروخت کر رہا ہے

پاکستان آرڈیننس فیکٹریز (P.O.F) نے گزشتہ مالی سال کے دوران ۵۰ کروڑ روپے کے ہتھیار برآمد کیے جبکہ ۹۲۔۱۹۹۱ء کے لیے ۷۵ کروڑ کا ہدف مقرر کیا گیا ہے۔ پی او ایف کی ۸ انجینئرنگ فیکٹریوں میں انٹی ٹینک ایمونیشن، کنٹینر ایمونیشن، راکٹ مارٹر ایمونیشن اور دیگر قسم کا اسلحہ بنایا جاتا ہے۔

پی او ایف میں پاکستان آرمی کی ۹۸ فیصد ضروریات پوری کرنے کی صلاحیت موجود ہے۔ پاکستان کا تیار کردہ اسلحہ معیاری ہے اور کوالٹی کنٹرول کا خاص خیال رکھا جاتا ہے۔

پاکستان نے ۲۲ ملی میٹر ملٹی بیرل راکٹ لانچرز کو طیارہ شکن ہتھیاروں میں تبدیل کرنے کی صلاحیت حاصل کر لی ہے۔ آرمی کے سابق سربراہ جنرل اسلم بیگ نے جون ۱۹۹۱ء میں ۵۰۵ الیکٹرانکس ورکشاپ کا راولپنڈی میں افتتاح کیا یہ ملک کی پہلی ورکشاپ ہے جہاں رات کو دیکھنے والا آلات (نائٹ وژن ڈیوائسز) کی مرمت اور دیکھ بھال کا کام کیا جائے گا۔

پاکستان نے میزائل تیار کر لیے

پاکستان نے زمین سے زمین پر مار کرنے والے میزائل کا تجربہ فروری ۱۹۸۹ء میں ساحل مکران پر کیا۔

ان میزائلوں کو ''حتف اول'' اور ''حتف دوم'' کا نام دیا گیا ''حتف اول'' کی رینج ۸۰ کلومیٹر تک اور ''حتف دوم'' کی رینج ۳۰۰ کلومیٹر تک ہے۔

ان میزائلوں کا گائیڈڈ نظام بھی پاکستان ہی میں تیار کیا گیا ہے۔

ان میزائلوں کے نام رسول اکرمؐ کی ایک تلوار ''الحتف'' پر رکھے گئے ہیں۔ جسے

آپؐ نے متعدد غزوات میں دست مبارک سے استعمال فرمایا۔

''حتف'' کے لغوی معنی ضرب کاری کے ہیں۔

پاکستان نے زمین سے فضا میں مار کرنے والے میزائل بھی تیار کیا ہے جس کا نام ''عنزہ'' رکھا گیا ہے۔ ''عنزہ'' کا نام حضرت زبیرؓ کے نیزہ پر رکھا گیا ہے جسے حضور اکرمؐ نے بھی متعدد غزوات میں استعمال فرمایا۔ ''عنزہ''، امریکی میزائل اسٹنگر کی طرح کندھے پر رکھ کر فائر کیا جاتا ہے۔ اور اس کی رینج ۵۰ سے ۵ ہزار میٹر تک ہے۔

''الخالد''

پاکستان کا تیار کردہ ٹینک

پاک چین اشتراک سے بننے والے اس جدید جنگی ٹینک کا افتتاح ۱۷ جولائی ۱۹۹۱ء کو وزیر اعظم میاں نواز شریف نے کیا۔ یہ دنیا کے بہترین ٹینکوں کے برابر ہے۔

''الخالد'' ٹینک پر ڈیڑھ ملین ڈالر لاگت آئی ہے۔ جبکہ اس طرح کا امریکی ٹینک ۵ ملین ڈالر کا ہے۔ یہ ٹینک ۳۰ کلو میٹر فی گھنٹہ کی رفتار سے ۴۰۰ کلو میٹر کا فاصلہ بغیر تیل لیے طے کر سکتا ہے۔ اس کی گن الیکٹرانک ہے جو خود بخود چاروں طرف گھوم کر فائر کرتی ہے۔

یہ ٹینک ہیوی ری بلڈ فیکٹری ٹیکسلا میں تیار کیا گیا ہے۔ اس ٹینک کو ڈیزائن اور ڈویلپ بھی یہیں کیا گیا ہے۔

دنیا کا بلند ترین محاذ جنگ

سیاچن گلیشیر

دنیا کے اس بلند ترین محاذ جنگ پر پاکستانی افواج ۱۹۸۴ء سے دشمن کا مقابلہ کر رہی ہیں۔ بھارت اس گلیشئر پر اپنا دعویٰ کرتا ہے جبکہ یہ علاقہ ہمیشہ سے پاکستان کے کنٹرول میں رہا ہے اور غیر ملکی کوہ پیما حکومت پاکستان کی اجازت سے ہی یہاں جاتے رہے ہیں۔

یہاں پاکستان کے ایک شیر دل فوجی افسر کیپٹن نوید (ستارۂ جرأت) نے دنیا میں بلند ترین مقام پر فوجی پوسٹ قائم کرنے کا اعزاز حاصل کیا۔ انہوں ۲۱،۴۰۰ فٹ کی بلندی پر پوسٹ قائم کی۔

سیاچن گلیشر، بلتستان (شمالی علاقہ پاکستان) میں واقع ہے۔ رقبہ مکمل طاس ۳۵۰۰ مربع کلومیٹر ہے۔ اس کا طول ۷۶،۵۷ کلومیٹر اور عرض ۲۲،۳ کلومیٹر تا ۱۰ کلومیٹر ہے۔ سطح سمندر سے بلندی ۶۰۰۰ میٹر (۱۹۶۸۰ فٹ) ہے۔ اس کا شاہراہ قراقرم سے نزدیک ترین فاصلہ ۲۲۵ کلومیٹر ہے۔

''سیا'' بلتی زبان کا لفظ ہے جس کے معنی ہیں ''جنگلی گلاب'' یہ ایک خودرو پودا ہے جو ۸،۰۰۰ فٹ کی بلندی پر پایا جاتا ہے۔ اس پر سرخ اور پیلے پھول لگتے ہیں۔ اس گلیشر اور اس کے آس پاس یہ پودا عام پایا جاتا ہے۔ ''چن'' بھی بلتی زبان کا لفظ ہے جس کے معنی ہیں ''والا'' یعنی جنگلی گلاب والا گلیشر۔

اس گلیشر تک پہنچنے کے دو ہی راستے ہیں ایک بلتستان کی طرف سے جو پاکستان میں ہے اور ایک لداخ کی طرف سے جو مقبوضہ کشمیر میں ہے۔ دفاعی نقطۂ نظر سے اس کی بڑی اہمیت ہے کہ پاکستان، چین اور بھارت کی سرحدیں یہاں آ کر ملتی ہیں۔ پاکستان آرمی نے یہاں اپنی ذمہ داریاں سنبھالتے ہوئے جو کاروائیاں کی ہیں ان کی تاریخ میں مثال نہیں ملتی۔ پاک فوج کے جوانوں نے اس

محاذ پر جس جرأت اور ثابت قدمی کا مظاہرہ کیا ہے۔ ہم اس کی شایان شان داد و تحسین ہرگز نہیں دے سکتے۔

پاکستان کی سیاست میں فوج کا کردار

پاکستان کی مسلح افواج کا شمار دنیا کی بہترین افواج میں ہوتا ہے۔قیام پاکستان سے لیکر اب تک ملکی سیاست میں فوج نے نہایت اہم کردار ادا کیا ہے۔اور کسی مرحلے پر بھی پاک فوج نے عوام کو مایوس نہیں ہونے دیا۔اس کی اعلیٰ کارکردگی، عسکری تربیت اور جرأت و بہادری کے کارناموں سے متاثر ہوکر عوام نے ہمیشہ اس کی عزت کی ہے۔یہ بھی اکثر دیکھنے میں آیا ہے کہ عوام نے جہاں کہیں پاک فوج کا اجتماع دیکھا تو انہوں نے پاک فوج زندہ باد کا نعرہ لگایا۔تاریخ شاہد ہے کہ پاک فوج نے اس وقت تک خود کو کبھی ملکی سیاست میں ملوث نہیں ہونے دیا۔جب تک کہ سیاست دانوں نے ایسے حالات پیدا نہ کردیے۔یہ الگ بات ہے کہ حکمرانوں نے اپنا تحفظ کرنے کے لیے پاک فوج کو سیاست میں ملوث کرکے اسے بدنام کرنے کی کوشش کی ہے تاہم مجموعی طور پر پاک فوج نے ملکی سیاست میں نہایت اہم کردار ادا کیا ہے۔

قیام پاکستان کے وقت ۷۵ لاکھ افراد ہجرت کرکے پاکستان آئے۔یہ پاک فوج ہی تھی جس کی بدولت اتنی بڑی تعداد دشمنوں کے نرغے سے بچ کر پاکستان پہنچ گئی تھی۔حالانکہ اس وقت پاک فوج کو مکمل طور پر منظم بھی نہ کیا جاسکا تھا۔بعد ازاں خواجہ ناظم الدین کے عہد میں ختم نبوت کی تحریک نے زور پکڑا۔جس کے نتیجے میں لاہور میں ۶ مارچ ۱۹۵۳ء کو مارشل لاء نافذ کردیا گیا۔جنرل محمد اعظم خان کو مارشل لاء کا ناظم مقرر کیا گیا۔انہوں نے اس تحریک پر قابو پانے میں نہایت اہم کردار ادا کیا۔جس کے نتیجے میں جلد ہی ملک میں امن و امان کی صورت حال بحال ہوگئی۔

دسمبر ۱۹۵۷ء میں مشرقی پاکستان کے حالات درست کرنے کے لیے جہاں سمگلنگ کا دور دورہ تھا۔اور اس مذموم پیشے سے کم و بیش دس لاکھ افراد وابستہ تھے جو روزانہ پاکستان سے دس سے پندرہ لاکھ کا سامان منتقل کرتے تھے۔اس مذموم

کاروبار کو روکنے کے لیے ایک بار پھر فوج کو حرکت میں لایا گیا۔ چنانچہ مشرقی پاکستان کے جنرل آفیسر کمانڈنگ جنرل امراؤ خان کی تقرری کی گئی۔ انہوں نے یکم جنوری ۱۹۵۸ء کو اپنی نشری تقریر میں اس بات کا اظہار کیا کہ حکومت کے کارندے سمگلنگ کے کاروبار کو خاموش تماشائی بنے ہوئے دیکھتے ہیں اور سمگلروں کے خلاف کسی قسم کی کاروائی سے گریز کرتے ہیں۔ انہوں نے سمگلروں کے لیے سزائے موت دینے کی تجویز پیش کی اور اس ضمن میں ایک آرڈی نینس بھی جاری ہوا۔ اس طرح فوج نے سمگلنگ کی روک تھام کرنے میں اہم کردار ادا کیا۔

گو بظاہر پاک فوج نے ۷ اکتوبر ۱۹۵۸ء کو ملک میں مارشل لاء نافذ کر کے اور ملک فیروز خان نون کی حکومت کا تختہ الٹ کر اقتدار پر قبضہ کیا تھا لیکن ملک میں سیاست میں فوج کا عمل دخل اس وقت شروع ہوا تھا جب ۲۴ اکتوبر ۱۹۵۴ء کو گورنر جنرل غلام محمد نے اپنے اختیارات کو بروئے کار لاتے ہوئے دستور ساز اسمبلی توڑ دی اور کابینہ کو برطرف کر دیا۔ محمد علی بوگرہ نے نئی کابینہ تشکیل دی تو اس میں فوج کے کمانڈر انچیف جنرل ایوب خان کو ملک کا وزیر دفاع مقرر کیا تھا۔ اور یوں غلام محمد نے فوج کا سہارا اور پشت پناہی حاصل کر کے اپنے اقتدار کو مستحکم کیا۔ دستور ساز اسمبلی کی تنسیخ کے پس پشت عوامل یہ تھے کہ ملک کے آئین میں گورنر جنرل کے اختیارات اور مرکز اور صوبوں کے درمیان اختیارات کی تقسیم کے بارے میں اختلافات تھے۔ لیکن سب سے بڑا مسئلہ یہ تھا کہ اس وقت ملک میں آدھی سے زیادہ آبادی مشرقی پاکستان کی تھی۔ پنجاب جو فوج اور بیوروکریسی پر حاوی تھا۔ مشرقی پاکستان کی اکثریت کے سامنے سیاسی طور پر بے بسی محسوس کرتا تھا۔ ۱۹۵۴ء کی دستور ساز اسمبلی کی منسوخی سے پہلے اس مسئلے کے پیش نظر جو آئین مرتب کیا گیا تھا۔ اس میں پارلیمنٹ کے زیریں ایوان میں مشرقی پاکستان کے لیے ۱۶۵ اور مغربی پاکستان کے لیے ۱۳۵ نشستیں مخصوص کی گئی تھیں۔ لیکن اس سے پہلے کہ یہ آئین منظور ہوتا۔

گورنر جنرل نے دستور ساز اسمبلی توڑ دی۔ یہ امر بھی قابل ذکر ہے کہ اس وقت پنجاب پہلا صوبہ تھا جس نے مرکز کے اختیارات صرف چار امور تک محدود کرنے اور بھرپور صوبائی خودمختاری کا مطالبہ کیا تھا۔ چنانچہ ۱۹۵۶ء کے آئین میں اس مسئلے کے حل کے لیے یہ طے کیا گیا کہ مغربی پاکستان میں تمام صوبوں کو ختم کرکے ون یونٹ قائم کیا جائے اور مشرقی و مغربی پاکستان کے درمیان برابر نمائندگی تسلیم کی جائے۔ لیکن ۱۹۵۶ء کا آئین بھی صرف دو سال ہی رائج رہا۔ ۱۹۵۷ء اور ۱۹۵۸ء کے سال پاکستان میں اندرونی خلفشار اور آویزشوں کے سال تھے۔ ستمبر ۱۹۵۸ء میں خان آف قلات نے اپنے اقتدارِ اعلیٰ کو جو اب انہیں حاصل نہیں تھا دوبارہ منوانے کی کوششیں کیں۔ پاکستان کے پرچم کی جگہ انہوں نے اپنا پرچم نصب کیا۔ اسی سال ستمبر کے مہینے میں مشرقی پاکستان کی دستور ساز اسمبلی کے اسپیکر کو اس حد تک اسمبلی کے اندر مارا گیا کہ ان کی موت واقع ہوگئی۔ اس موت کے دوران سیاسی کش مکش اور وزارتوں کے آئے روز کے ردوبدل نے ملک میں اقتصادی بحران کی شکل اختیار کرلی جس کے نتیجے میں صدر پاکستان جنرل سکندر مرزا نے ۷ اکتوبر ۱۹۵۸ء کو بری فوج کے کمانڈر انچیف جنرل ایوب خان کی سربراہی میں ملک میں مارشل لاء نافذ کردیا۔ صدر نے اپنے اعلان میں کہا۔

''میں گذشتہ دو سال سے بڑی تشویش کے ساتھ یہ دیکھتا رہا ہوں کہ اقتدار حاصل کرنے کے لیے سنگدلانہ جدوجہد جاری ہے۔ وطن پرست، محنتی، دیانت دار اور سیدھے سادھے عوام سے ناجائز فائدہ اٹھانے کی کوششیں کی جارہی ہیں۔ اور سیاستدان عوام سے غلط فائدہ اٹھانے کے لیے انہیں اسلام کے نام پر دھوکا دیتے رہے ہیں۔ اس میں شک نہیں کہ بعض دیانتدار لوگوں کی شخصیتیں ایسی کاروائیوں سے مستثنیٰ ہیں لیکن چونکہ ان کی تعداد قلیل ہے۔ اس لیے وہ ملکی امور پر اثر انداز نہیں ہوسکے۔ بعض لوگوں کی قابل مذمت سرگرمیوں کے باعث ملک میں گھٹیا قسم کی

ڈکٹیٹرشپ قائم ہوگئی ہے۔

صدر نے اپنے فرمان میں نیا آئین مرتب کرنے کی بھی دعوت دی اور کہا کہ ۲۳ مارچ ۱۹۵۶ء کا آئین ناقابل عمل ہے۔ یہ اتنے خطرناک سمجھوتوں سے پر ہے کہ انکی موجودگی میں پاکستان کا شیرازہ عنقریب داخلی طور پر بکھر جائے گا۔

صدارتی اعلان کے مطابق جنرل محمد ایوب خان نے چیف مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر کے اختیارات سنبھال لیے اور یوں پاکستان کی سیاست میں فوج کے عمل دخل کا دروازہ کھل گیا۔ ایوب خان کا مارشل لاء صرف ۳ سال ۸ ماہ تک نافذ رہا۔ لیکن ۱۹۶۲ء کے بعد محدود سیاسی نیابت پر مبنی جمہوریت اور صدارتی نظام پر مشتمل نئے آئین نے مشرقی پاکستان میں، جہاں پہلے ہی اقتصادی محرومی کا احساس تھا۔ سیاسی محرومی کو جنم دیا۔ اس نظام کے تحت مشرقی پاکستان کے عوام کو یہ محسوس ہوا کہ ان پر مغربی پاکستان سے حکمرانی کی جا رہی ہے۔ اسی بناء پر وہاں علیحدگی پسندی کا رجحان پیدا ہوا۔ اور صدر ایوب کے نظام کے خلاف پورے ملک میں بے چینی پھیل گئی۔ جس پر قابو پانے میں وہ ناکام رہے۔ اس خاص صورت حال کے پیش نظر صدر ایوب خان نے اقتدار فوج کے کمانڈر انچیف جنرل یحییٰ خان کے حوالے کر دیا۔

جنرل یحییٰ خان کا مارشل لاء ملک کے لیے مہلک ثابت ہوا۔ گو ملک میں پہلی بار آزادانہ اور منصفانہ انتخابات ہوئے۔ لیکن چونکہ ووٹروں کے فیصلے کو تسلیم نہیں کیا گیا تھا۔ چنانچہ اس کا نتیجہ خانہ جنگی کی صورت میں نکلا۔ پھر ۱۹۷۱ء کی پاک بھارت جنگ ہوئی اور بالآخر ملک کو مشرقی پاکستان سے محروم کر دیا گیا۔ ۱۹۷۱ء کی جنگ میں شکست کھانے کے بعد جنرل یحییٰ خان نے اقتدار مغربی پاکستان میں نمایاں نشستیں حاصل کرنے والی جماعت پاکستان پیپلز پارٹی کے چیئرمین مسٹر ذوالفقار علی بھٹو کے سپرد کر دیا۔ اقتدار کے لیے ذوالفقار علی بھٹو نے مارشل لاء ہی کا سہارا لیا اور ملک کے پہلے سویلین چیف مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر کے طور پر اپنا عہدہ سنبھالا۔ پارلیمانی

نظام پر مبنی ۱۹۷۳ء کے آئین کے نفاذ کے بعد مسٹر بھٹو نے ملک کو جمہوریت کی راہ پر گامزن کیا۔ لیکن انہوں نے بلوچستان کی منتخب حکومت کو برطرف کر دیا اور اس طرح وہاں فوج کو مداخلت کا موقع مل گیا۔ اور اوائل ۱۹۷۷ء میں جب انہوں نے ملک میں عام انتخابات کا اعلان کیا تو نو سیاسی جماعتوں نے ان کے خلاف پاکستان قومی اتحاد کے نام سے متحدہ محاذ قائم کر لیا۔ انتخابات میں پاکستان پیپلز پارٹی اور پاکستان قومی اتحاد دو بڑی جماعتیں ابھر کر سامنے آئیں۔ انتخابات ہوئے تو قومی اتحاد نے حکومت پر الزام لگایا کہ اس نے انتخابات میں زبردست دھاندلی کی ہے۔ چنانچہ قومی اتحاد نے ملک بھر میں مسٹر بھٹو کے خلاف زبردست تحریک چلائی جس کے نتیجے میں ملک میں خانہ جنگی کا شدید خطرہ لاحق ہو گیا۔ ان حالات میں پاک فوج کے چیف آف سٹاف جنرل محمد ضیاء الحق نے ملک کا اقتدار سنبھال لیا۔ جنرل محمد ضیاء الحق کا مارشل لاء پاکستان کی تاریخ کا طویل ترین مارشل لاء تھا جو ۸ سال پر محیط ہے۔ اس دوران جنرل ضیاء الحق نے مجلس شوریٰ قائم کی اور عام انتخابات کے انعقاد کا اعلان کیا۔ بنظر غائر اگر ان کے عسکری دور حکومت کا مشاہدہ کیا جائے تو معلوم ہو گا۔ کہ پاکستان کے سیاست پر اور روس اور امریکا اور ہمسایہ ممالک بھارت اور افغانستان سے اس کے تعلقات پر جنرل محمد ضیاء الحق کی حکومت کے نقوش بہت گہرے تھے۔ صدر ہونے کے علاوہ جنرل ضیاء الحق نے اپنی موت کے وقت تک فوج کے چیف آف سٹاف کا عہدہ اپنے پاس رکھا۔ فوج پر جو پاکستان کی سیاست میں بڑا اہم اثر رکھتی ہے۔ کنٹرول رکھنے اور اکثر اوقات سویلین مخالفوں کی چالوں کو مات دینے کی صدر ضیاء الحق کی خصوصی صلاحیت مبصرین اور مخالفین دونوں کو ایک عرصے تک تحسین یا تعجب پر مجبور کرتی رہی۔ ۱۹۷۹ء میں روس نے جب ہمسایہ ملک افغانستان میں اپنی فوجیں بھیج دیں تو امریکا کی اس خواہش کو پاکستان نے بڑی تقویت دی کہ آزادی حاصل کرنے میں افغانوں کی مدد کی جائے۔ صدر ضیاء الحق

نے اپنے دروازے پر روسی سرخ فوج کے خطرے کو محسوس کو لیکن پوری اسلامی دنیا سے افغانوں کی جنگ آزادی کی حمایت کرائی اور اسلامی کانفرنس نے انکی جنگ آزادی کو جہاد قرار دیا۔ ان کی مضبوط شخصیت، ان کی سیاسی مہارت اور ہمسایہ ملک بھارت سے اہم مسائل پر مذاکرات کرنے پر ان کی آمادگی ایسی تھی کہ دونوں ملکوں کے دشنام آمیز تعلقات بڑی حد تک اس کے باعث برقرار رہے۔

۱۷ اگست ۱۹۸۸ء کو جب بہاولپور میں صدر جنرل ضیاء الحق کے طیارے کو حادثہ پیش آیا تو عوام کو پاکستان کا مستقبل آنے والے دنوں میں زیادہ غیر یقینی نظر آنے لگا۔ کیونکہ ایک ایسی شخصیت کے مٹ جانے سے تمام نقشہ ہی ڈرامائی طور پر بدل گیا تھا۔ اس کی ایک وجہ یہ بھی تھی کہ جنیوا معاہدے کے تحت افغانستان سے روسی فوجوں کا انخلاء ضروری ہو گیا تھا اور دوسری وجہ یہ تھی کہ ملک میں انتخابات کا اعلان کیا جا چکا تھا۔ صدر ضیاء الحق کی الم ناک موت کے باعث عوام اور سیاسی جماعتوں میں اس رد عمل کا اظہار کیا گیا کہ اب انتخابات نہیں ہوں گے اور ایک بار پھر ملک میں مارشل لاء نافذ ہو گا۔ لیکن بری فوج کے وائس چیف آف آرمی سٹاف جنرل مرزا اسلم بیگ حادثے کے فوری بعد بہاولپور سے فوج کے جنرل ہیڈ کوارٹرز راولپنڈی پہنچے۔ اور چیئر مین سینٹ جناب غلام اسحٰق خان سے رابطہ قائم کیا اور مسلح افواج کے دیگر سربراہوں کو بھی جی۔ ایچ۔ کیو پہنچنے کو کہا۔ مسلح افواج کے سربراہوں نے اس موقع پر جناب غلام اسحٰق خان سے درخواست کی کہ وہ صدر کا عہدہ سنبھال لیں۔ نیز انہوں نے اپنی ذمہ داریاں نبھانے کے سلسلے میں مکمل تعاون کا یقین دلایا۔ سینٹ کے چیئر مین کے عہدہ سنبھالتے ہی ملک میں ہنگامی حالت نافذ کر دی اور انتظامی امور چلانے کے لئے ایمرجنسی کونسل قائم کی اور عدلیہ کے تحت انتخابات کرانے کا اعلان کیا۔

اس وقت پاکستان کی مسلح افواج نے انتہائی دانش مندی کا مظاہرہ کرتے ہوئے

پاکستانی عوام اور دنیا بھر میں ثابت کر دیا کہ فوج اقتدار کی بھوکی نہیں۔ چنانچہ جنرل مرزا اسلم بیگ نے آئینی تقاضوں پر عمل کرنے کے لیے صدر غلام اسحٰق خان کو یہ سفارشات بھیجیں۔

(ا) عظمت اسلام کی پاسداری

(ب) سابق حکومت کے پروگراموں کی مکمل تائید

(ج) قانون اور انصاف کی حکومت

(د) جہاد افغانستان پر پالیسی کی تائید

(ر) ملک میں جمہوریت کی بحالی

ایمرجنسی کونسل میں سروسز چیفس کی شمولیت اس لیے ضروری سمجھی گئی تا کہ کسی کو یہ اجازت نہ دی جائے کہ وہ ملک کو نقصان پہنچانے کے لیے اپنے گھناؤنے عزائم کو پورا کرنے کے لیے صورتحال سے فائدہ اٹھا سکے۔ آرمی چیف آف سٹاف نے تو یہاں تک کہا کہ سیاست سیاست دانوں کا کام ہے۔فوج خود کو سیاست سے الگ رکھے گی۔ مسلح افواج کے اس اعلان کے بعد کہ فوج سیاست میں ملوث نہیں ہو گی۔ دنیا بھر میں مسلح افواج کے اس کردار کو سراہا گیا حالانکہ مسلح افواج کو دوبار حکومت سنبھالنے کی دعوت دی گئی تھی۔ امریکا کے اخبار لاس اینجلز ٹائمز نے ان دنوں اپنے اداریے میں لکھا تھا کہ صدر ضیاءالحق کے حادثے کے ایک گھنٹے سے بھی کم وقت میں راولپنڈی کے ملٹری ہیڈ کوارٹرز میں چیف آف سٹاف جنرل اسلم بیگ کو حکومت سنبھالنے کے لیے کہا گیا جسے جنرل بیگ نے بلاتوقف قبول کرنے سے انکار کر دیا اور مارشل لاء کے عدم نفاذ کی یقین دہانی کرائی۔

اس ضمن میں متحدہ عرب امارات کے سرکاری انگریزی اخبار ایمریٹس نیوز۔۔۔ میں بھی یہ خبر شائع ہوئی کہ صدر کے طیارے کے حادثے میں جاں بحق ہونے کے دوسرے روز چاروں صوبوں کے وزرائے اعلیٰ نے بھی جنرل اسلم بیگ

سے ملاقات کی اور انہیں مارشل لاء کے نفاذ کی دعوت دی تھی اور حسب سابق انہوں نے اسے قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ انہوں نے اس موقع پر واضح طور پر کہا کہ وہ چاہتے ہیں کہ ملک کی قیادت صاف ستھرے اور آلودگیوں سے پاک سیاسی لیڈر رہی کریں۔

مسلح افواج نے نہ صرف ملک میں مارشل لاء کے عدم نفاذ کا اعلان کیا بلکہ نومبر ۱۹۸۸ء کے عام انتخابات تک حکومتی کاموں میں ہاتھ بٹایا اور جمہوری حکومت کے قیام تک اپنے کام سے کام رکھا۔ اس طرح ساڑھے گیارہ سال بعد ایک بار پھر ملک میں محترمہ بے نظیر بھٹو کی قیادت میں پیپلز پارٹی کی حکومت برسر اقتدار آ گئی۔ ۲۰ سال کے عرصے میں یہ پہلا موقع تھا کہ پاکستان میں اقتدار کی منتقلی آئین کے مطابق ہوئی اور یہ سب کچھ پاکستان کی مسلح افواج کی دوراندیشی کی وجہ سے ہوا۔ فوج کے اس اقدام کو بھی عوام نے تحسین کی نگاہ سے دیکھا ہے۔

....

پاک بھارت جنگ ۱۹۶۵

بزدل دشمن ۶ ستمبر ۱۹۶۵ء کو بغیر اعلان کیے دل میں یہ ارادہ لیے لاہور پر حملہ آور ہوا تھا کہ وہ داتا کی اس نگری کو فتح کرنے کے بعد دوپہر کا کھانا یہاں کھائے گا۔اس کا خیال تھا کہ پاکستانی قوم شاید سورہی ہے۔لیکن یہ اس کی بھول تھی۔شاید وہ نہیں جانتا تھا کہ پاکستانی قوم روزاول سے ہی اپنے اس ازلی اور مکار دشمن سے باخبر ہے۔وہ ہر لمحے اس کا مقابلہ کرنے اور اسے شکست فاش دینے کے لیے تیار ہے۔وطن کے جاں باز اور سرفروش سپاہیوں نے اس بات کا بخوبی پتہ ستمبر کی ۱۷ روزہ جنگ میں دیا۔آئندہ صفحات میں اس جنگ کے اہم واقعات مختصراً پیش کیے گئے ہیں۔

بھارت نے آزاد کشمیر پر قبضہ کرنے کا ناپاک منصوبہ بنایا تھا اس منصوبے کو عملی جامہ پہنانے کے لئے ۱۵ اگست کو بھارتی فوجوں نے کرگل میں تین پاکستانی چوکیوں پر قبضہ کیا اور ۲۴ اگست کو ٹیٹوال میں آزاد کشمیر فوج کی دو چوکیاں بھی ہتھیا لیں۔۲۶ اگست کو بھارتی فوج نے درہ حاجی پیر پر قبضہ کرلیا اور طویل لڑائی کے بعد درہ کے مشرقی علاقے پر قابض ہوگئی۔ادھر مقبوضہ کشمیر میں مسلمانوں کا قتل عام شروع کردیا گیا۔یکم ستمبر ۱۹۶۵ء کو پاکستانی فوجوں کی مدد سے آزاد کشمیر کی فوجوں نے چھمب کے علاقے میں جوابی حملہ کردیا۔انہوں نے اس تیزی سے پیش قدمی کی کہ صرف تین دن کے اندر وہ اکھنور سے چار میل دور رہ گئیں۔اس طرح انہوں نے آزاد کشمیر پر قبضہ کرنے کے بھارتی منصوبہ کو خاک میں ملادیا۔بھارت نے کرگل (ٹیٹوال) اور درہ حاجی پیر کے علاقے میں دوسو مربع میل پر قبضہ کیا تھا۔پاکستانی فوجوں نے چھمب اکھنور کے علاقے میں بھارتی مقبوضہ کشمیر کے ساڑھے تین سو مربع میل رقبے پر قبضہ کرلیا۔اس طرح بھارت کو ذلت آمیز شکست کا سامنا کرنا پڑا۔

اپنی اس شکست کا بدلہ لینے کے لیے بھارت نے چھ ستمبر ۱۹۶۵ء کو صبح سویرے اعلان جنگ کے بغیر لاہور پر تین جانب سے حملہ کر دیا۔ بھارت کا خیال تھا کہ وہ صرف ۷۲ گھنٹے کے اندر مغربی پاکستان پر قبضہ کر لے گا۔ مگر اس کی وہ پٹائی ہوئی کہ اس نے امریکا اور برطانیہ سے التجا کرنا شروع کر دی کہ ہم غیر مشروط طور پر جنگ بندی کے لیے تیار ہیں۔

اس جنگ کے اہم واقعات حسب ذیل ہیں:

۶ ستمبر

مغربی پاکستان پر بہتر (۷۲) گھنٹے کے اندر اندر قبضہ کرنے کے ناپاک منصوبے کے تحت بھارتی فوج نے صبح سویرے لاہور پر تین جانب سے حملہ کر دیا۔ بھارتی ہوائی بیڑے نے پاکستان کی فضائی حدود کی خلاف ورزی کر کے جسڑ، واہگہ اور بیدیاں پر حملہ کیا۔

پاکستانی افواج کے سپریم کمانڈر اور صدر مملکت فیلڈ مارشل محمد ایوب خان نے ملک میں ہنگامی صورت حال کا اعلان کرتے ہوئے کہا کہ بھارت کے سامراجی عزائم کو ہمیشہ کے لیے ختم کر دیا جائے گا۔ شاہین صفت پاک فضائیہ نے دن بھر کے فضائی معرکوں میں بھارتی فضائیہ کے ۲۲ لڑاکا طیارے تباہ کر دیے۔ شام تک جسڑ، واہگہ اور بیدیاں میں ۸۰۰ بھارتی فوجیوں کو ہلاک یا مجروح کیا جا چکا تھا۔ پاکستانی فوج نے راوی کے اس پار بھارت کے گھرے ہوئے علاقے پر قبضہ کر لیا۔ دشمن کی متعدد توپیں، فوجی گاڑیاں اور ٹینک تباہ کر دیے گئے۔

تمام اپوزیشن لیڈروں نے بھارتی حملے کے پیش نظر اپنی خدمات غیر مشروط طور پر حکومت کو پیش کر دیں۔

افواج کے کمانڈر انچیف جنرل محمد موسیٰ نے اپنے پیغام میں فوج کے افسروں اور سپاہیوں سے کہا۔ بہادرو! دشمن کے ہر اس سپاہی کا سر کچل کے رکھ دو جو ہمارے

مقدس وطن کی زمین پر قدم رکھنے کی جسارت کرے۔

فضائیہ کے کمانڈر انچیف ائیر وائس مارشل نور خان نے اپنے پیغام میں کہا۔ اب بھارت کے ساتھ فیصلہ کن جنگ کا دور شروع ہو چکا ہے۔ بھارت نے جو چیلنج دیا ہے۔ ہم اس کا دندان شکن جواب دیں گے۔

پاکستان نے دوست ممالک کو بھارتی حملے سے آگاہ کر دیا۔

انڈونیشیا کے صدر مقام جکارتہ میں بھارتی سفارت خانہ کے باہر نوجوانوں نے پاکستان پر بھارتی حملے کے خلاف زبردست احتجاج کیا اور جلوس نکالے۔

صدر ایوب خان نے جنگ کی صورت حال کے پیش نظر اپوزیشن لیڈروں سے ملاقات کی۔

واہگہ بارڈر پر متعدد بھارتی فوجی گرفتار کر لیے گئے۔

۷ ستمبر

پاک فضائیہ نے بھارت کے ۳۱ طیارے تباہ کر دیے۔ واہگہ اور کھیم کرن کے علاقوں میں بھارتی بکتر بند ڈویژنوں کے حملے ناکام بنا دیے گئے۔ بھارتی فوج کے بے شمار سپاہی ہلاک اور مجروح ہوئے۔ ایک میجر سمیت متعدد بھارتی فوجی گرفتار کر لیے گئے۔ کراچی، راولپنڈی، سرگودھا اور مشرقی پاکستان کے پانچ شہروں کی سول آبادی پر بھارتی فضائیہ نے بزدلانہ بمباری کی۔ پاک فوج نے بھارتی بمباری کا بدلہ لینے کے لیے سری نگر، آدم پور، جام نگر، ہلواڑہ، پٹھانکوٹ اور بعض دوسرے شہروں پر حملے کیے۔

مشرقی پاکستان پر بھارتی حملے کے خلاف سارے صوبے میں زبردست احتجاجی جلوس اور جلسے ہوئے جن میں دشمن کو کچل دو کے فلک شگاف نعرے لگائے گئے۔

انڈونیشیا کے صدر سوئیکارنو نے اعلان کیا کہ ہم پوری طرح کشمیر اور پاکستان کے ساتھ ہیں۔

ترکی میں بھارت کے خلاف زبردست مظاہرے ہوئے۔

صدر ایوب نے اقوام متحدہ کے سیکرٹری جنرل کی اپیل کے جواب میں کہا کہ اگر آپ کشمیر میں امن چاہتے ہیں تو آزادانہ رائے شماری کرائیں۔

سلامتی کونسل کے ہنگامی اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے پاکستان کے سفیر امجد علی نے اعلان کیا کہ ہم پاکستان کی ایک انچ زمین پر بھی بھارت کا قبضہ نہیں ہونے دیں گے۔

روس نے جنگ بند کرانے کے لیے اپنی خدمات پیش کر دیں۔

چین کی طرف سے پاکستان کی مکمل حمایت کا اعلان کیا گیا۔

۸ ستمبر

پاکستان کے بحری بیڑے نے بھارتی بندرگاہ دوارکا پر شدید گولہ باری کر کے ان فوجی مراکز کو تہس نہس کر دیا جہاں سے مغربی پاکستان پر حملہ کے لیے بھارتی طیارے آتے تھے۔ قلعہ دوارکا کا ریڈار نظام اور ساحلی توپ خانہ تباہ کر دیا گیا۔ بحریہ نے تین بھارتی طیارے بھی مار گرائے۔ حیدرآباد اور سیالکوٹ کے علاقوں میں نئے محاذ کھولنے کی بھارتی کوششیں ناکام بنا دی گئیں۔ بھارت نے چنیوٹ، سانگلہ ہل، چک جھمرہ اور وزیرآباد کے علاقوں میں چھاتا بردار سپاہی اتار دیے۔

انڈونیشیا نے پاکستان کو فوجی امداد دینے کا اعلان کر دیا۔

سیالکوٹ کے ہسپتال اور عدالتوں پر دشمن نے بمباری کی۔ دشمن کے ۲۵ ٹینک تباہ اور پانچ توپوں پر قبضہ کر لیا گیا۔ گڈالا میں بھارتی حملہ روک دیا گیا۔ اب تک بھارت کے ۶۰ طیارے تباہ کر دیئے گئے۔ ہلواڑہ اور جودھ پور کے بھارتی اڈوں پر پاک طیاروں نے بمباری کی۔

وزیراعظم سری لنکا نے مسئلۂ کشمیر اقوام متحدہ کی قراردادوں کے مطابق حل کرنے کا مطالبہ کرتے ہوئے پاکستان کی حمایت کا اعلان کر دیا۔

حکومت ایران نے اعلان کیا کہ ایران پاکستان کو مدد دیگا۔

۹ ستمبر

جکارتہ میں انڈونیشیائی نوجوانوں نے بھارتی سفارتخانہ تباہ کر دیا۔

پٹھانکوٹ اور جودھپور کے فضائی اڈوں پر پاکستانی طیاروں نے شدید بمباری کی ۔جسٹر ،واہگہ اور قصور کے علاقوں سے بھارتی فوجوں کو سرحد پار دھکیل دیا گیا۔ سیالکوٹ کے علاقے میں دشمن پر تابڑتوڑ حملے کیے گئے ۔دشمن کے ۳۳ ٹینک تباہ کر دیے گئے ۔اور گولہ بارود سے بھری پانچ گاڑیوں پر قبضہ کرلیا گیا۔

صدر ایوب سے اقوام متحدہ کے سیکرٹری جنرل اوتھانٹ کی بات چیت شروع ہو گئی۔

وزیر اعظم چین ،چو این لائی نے اعلان کیا کہ پاکستان پر حملے کے نتائج کی ذمہ داری بھارت پر ہو گی۔انہوں نے الزام لگایا کہ پاکستان پر حملہ امریکہ کی اعانت سے کیا گیا ہے۔

بھارت میں تمام پاکستانی باشندوں کو گرفتار کرنے کا حکم دیا گیا۔

سعودی عرب کے شاہ فیصل نے پاکستان کی مکمل حمایت کا اعلان کر دیا۔

الجزائر نے بھی پاکستان کے موقف کی مکمل حمایت کے اعلان کا اعادہ کیا۔

بھارتی فوج نے آج ضلع رنگ پور، مشرقی پاکستان پر گولہ باری کی۔

۱۰ ستمبر

صدر ایوب نے بانی پاکستان حضرت قائد اعظمؒ کی برسی کے موقع پر اعلان کیا کہ پاکستانی عوام بھارتی جارحیت کو کچل کر رکھ دیں گے ۔ یہ برسی کل منائی جا رہی ہے (۱۱ ستمبر کو)

بھارتی وزیر دفاع مسٹر چاون نے پارلیمنٹ میں اعتراف کیا کہ پاکستانی توپوں کے گولے فیروزپور میں گر رہے ہیں ۔اور قصور، فیروزپور محاذ پر بھارتی فوج پسپا ہو

رہی ہے۔

صدر ایوب نے قومی دفاعی فنڈ قائم کر دیا۔

مادرِ ملت محترمہ فاطمہ جناح نے حضرت قائداعظم کے یومِ وفات پر اپنے پیغام میں یقین ظاہر کیا کہ پاکستانی مسلمان دشمن کو عبرت ناک سزا دیں گے۔

پاکستانی فوج نے واہگہ کے علاقے میں بھارت کی متعدد چوکیوں اور اکھنور جموں سیکٹر میں دو اور چوکیوں پر قبضہ کر لیا۔

لاہور سیکٹر میں دشمن کے تین طیارے مار گرا لیے گئے۔

فضائیہ کے کمانڈر انچیف ائیر وائس مارشل نور خان کو ائیر مارشل بنا دیا گیا۔

ترکی نے پاکستان کو اسلحہ دینے کا اعلان کر دیا۔

بے مثال شجاعت کے مظاہرے پر فضائیہ کے چودہ افسروں کے لیے اعزازات کا اعلان کیا گیا۔

بی۔بی۔سی کے فوجی مبصر ڈگلس ہیوم نے پاکستانی فوج کی برتری کا اعتراف کیا۔

سعودی عرب کی طرف سے پاکستان کو ہر ممکن امداد کی یقین دہانی کرائی گئی۔

۱۱ستمبر

سیالکوٹ سیکٹر میں گھمسان کی جنگ۔ بھارت کے مزید ۳۶ ٹینک تباہ کر دیے گئے۔لاہور سیکٹر میں ہر کیے برکی روڈ پر دشمن کی پیش قدمی ناکام بنا دی گئی۔پاکستانی فوجیں کھیم کرن پر قبضہ کرنے کے بعد کافی آگے نکل گئیں۔سیالکوٹ کے ٹرنک بازار پر بھارت کی بمباری سے ڈیڑھ سو دکانیں تباہ اور دس افراد شہید ہو گئے۔

پاکستان نے مسئلۂ کشمیر کے حل کے لیے سہ نکاتی منصوبے کا اعلان کر دیا۔

اقوامِ متحدہ کے سیکرٹری جنرل اوتھانٹ بمبئی پہنچ گئے۔

الجزائر کی جانب سے کشمیریوں کی حمایت کا اعلان کیا گیا۔

نوجوانانِ ترکیہ کی جانب سے پچاس ہزار رضا کار پاکستان بھیجنے کی پیش کش کی گئی اور استنبول میں بھارت کے خلاف زبردست مظاہرے کیے گئے۔

۱۲ ستمبر

سیالکوٹ سیکٹر میں بری فوج نے فضائیہ کی مدد سے پچاس ہزار بھارتی فوج کا حملہ ناکام بنادیا۔ بے شمار بھارتی فوجی ہلاک ہوئے۔ دشمن کے ۴۵ ٹینک، ۱۲۳ گاڑیاں اور دوسرا جنگی سازو سامان تباہ کر دیا گیا۔ کھیم کرن کے علاقے میں لیفٹیننٹ کرنل انت سنگھ نے سات افسروں اور ساڑھے تین سو فوجیوں سمیت ہتھیار ڈال دیے۔ سلیمانکی سیکٹر میں متعدد چوکیوں پر قبضہ کرلیا گیا۔

نیپال نے بھارت سے مطالبہ کیا کہ پاکستان کے خلاف گورکھا فوج استعمال نہ کی جائے۔

عراق کے صدر عبدالسلام عارف نے پاکستان کی حمایت کا اعلان کردیا۔

ترکی کے وزیرِاعظم نے پاکستان کو ۵۰ لاکھ ڈالرز کی توپیں اور گولہ بارود مہیا کرنے کا اعلان کیا۔

سندھ، راجستھان سیکٹر میں جیلیسر کی ایک چوکی پر پاکستان کا قبضہ۔ سرحدی فوج فرار ہوگئی۔ بھارت نے ملتان، نواب شاہ کے ہوائی اڈوں اور کیشپ گنج (مشرقی پاکستان) کی شہری آبادی پر حملے کیے۔

۱۳ ستمبر

سیالکوٹ کے محاذ پر بھارت کی ایک ڈویژن فوج کا صفایا کر دیا گیا۔ دوسری جنگ عظیم کے بعد ٹینکوں کی سب سے بڑی لڑائی جوچونڈہ کے محاذ پر ہوئی۔ بھارت کے مزید ۵۰ ٹینک اور کئی بکتر بند گاڑیاں تباہ کر دی گئیں۔ گڈارو کے علاقے میں پاکستانی فوج نے موناباؤ ریلوے اسٹیشن پر قبضہ کرلیا۔ کھیم کرن میں دشمن کے ۳۰ ٹینک تباہ کر دیے گئے۔ پاک فضائیہ نے جموں کے ہوائی اڈے پر بھارت کے

تمام ٹرانسپورٹ طیارے تباہ کر دیے۔ پٹھان کوٹ، امرتسر، آدم پور، ہلواڑہ، جودھ پور اور جام نگر کے فضائی اڈوں پر پاکستانی طیاروں نے کامیاب حملے کیے۔

گورنر مغربی پاکستان کی جانب سے دفاعی فنڈ میں فراخدلی سے عطیات دینے کی اپیل کی گئی۔

انڈونیشیا نے پاکستان کے لیے دس لاکھ رضا کار بھیجنے کی پیش کش کی۔

رابطہ عالم اسلامی نے اسلامی ممالک سے اپیل کی کہ پاکستان کی مدد کی جائے۔

حکومت روس نے بیان دیا کہ پاکستان اور بھارت میں جنگ امریکا نے کرائی ہے۔ تاکہ دنیا کی توجہ ویت نام سے ہٹائی جا سکے۔

بھارت کے تباہ ہونے والے ٹینکوں کی تعداد ۲۰۴ تک پہنچ گئی۔

۱۴ ستمبر

لاہور سیکٹر میں مقبول پور پر دشمن کے تین حملے ناکام بنا دیے گئے۔ ساڑھے ۷ چار سو بھارتی فوجی ہلاک اور مجروح ہوئے۔ سیالکوٹ کے محاذ پر بھارتی فوج آگے بڑھنے کی کوشش نہ کر سکی۔ سرینگر، آدم پور، ہلواڑہ، بارک پور اور اگرتلہ کے بھارتی اڈوں پر پاک فضائیہ نے بھرپور حملے کیے۔ بھارت کے نو اور طیارے گرا لیے گئے۔

ایران کے وزیر اعظم امیر عباس ہویدا اور ترکی کے وزیر خارجہ حسن عشق پاکستان کی امداد کے سوال پر بات چیت کے لیے راولپنڈی پہنچ گئے اور انہوں نے مکمل حمایت کا یقین دلایا۔

وزیر خارجہ مسٹر بھٹو نے راولپنڈی میں اعلان کیا کہ ضرورت پڑی تو ہم ہزار سال تک بھی جنگ کرتے رہیں گے۔

بھارتی طیاروں کی بمباری سے پشاور اور کوہاٹ میں ساٹھ شہری شہید اور ستر زخمی ہو گئے۔ ایک بھارتی جرنیل کی ڈائری سے انکشاف ہوا کہ بھارت تنازعہ رن کچھ پر مذاکرات صلح کے دوران مغربی پاکستان پر حملے کی تیاریاں کر رہا تھا۔

گڈارو کے علاقے میں دشمن کی ایک اور چوکی پر قبضہ کر لیا گیا۔

۱۵ ستمبر

مغربی پاکستان کے مختلف محاذوں پر دشمن کے مزید تیس ٹینک، ۵ توپیں، ۱۵ فوجی گاڑیاں اور چار طیارے تباہ کر دیے گئے۔ سندھ، راجستھان سیکٹر میں پاکستانی فوج کی پیش قدمی جاری رہی۔ ایک اور چوکی پر قبضہ کر لیا گیا۔ اب تک بھارتی فضائیہ کا ایک تہائی حصہ تباہ کیا جا چکا تھا۔

صدر ایوب نے اعلان کیا کہ ہم بڑی سے بڑی قربانی دے کر بھی پاکستان کا دفاع کریں گے۔ انہوں نے کہا کہ جنگ روکنے کے لیے امریکا کو اپنا اثر و رسوخ استعمال کرنا چاہیے۔

بھارت کے مختلف ہوائی اڈوں پر پاک فضائیہ نے حملے کیے۔

پشاور اور کوہاٹ پر بمباری پر افغانستان میں گہری تشویش کا اظہار کیا گیا۔

۱۶ ستمبر

دس روز کی لڑائی میں بھارت کے ۳۸۷ ٹینک اور ۹۵ طیارے تباہ اور ۶۸۷۹ فوجی ہلاک کیے گئے۔

پاک فضائیہ نے دریائے بیاس کے پل پر بھارت کے دو ہنٹر طیارے مار گرائے۔

وزیر قانون مسٹر ایس ایم ظفر نے مطالبہ کیا کہ سلامتی کونسل جنگ بندی کی اپیل سے قبل مسئلہ کشمیر حل کرانے کے لیے اقدامات کرے اور پاکستان کے خلاف بھارتی جارحیت کی مذمت کرے۔

سرگودھا اور پشاور کے نواحی دیہات پر بھارتی بمباری سے ۱۳۱ افراد جاں بحق ہو گئے۔

بھارتی وزیر اعظم مسٹر شاستری نے جنگ بندی کے لیے پاکستان کی تجویز مسترد

کر دی۔

بھارت کو چین کا الٹی میٹم کہ وہ سکم کی سرحد پر اپنے تمام فوجی اڈے تین دن کے اندر ختم کر دے۔ ورنہ سنگین نتائج بھگتنے کے لیے تیار رہے۔

۱۷ ستمبر

پاکستانی فوج نے اکھنور، کھیم کرن اور راجستھان کے سیکٹروں میں بھارت کے ۵۰۰ مربع میل رقبے پر قبضہ کر لیا۔ واہگہ اور سیالکوٹ میں دشمن کے حملے ناکام بنا دیے گئے۔ اور اس کے مزید دو طیارے اور ۵۵ ٹینک تباہ کر دیے گئے۔ اب تک ۵۶۹ بھارتی فوجیوں کو قیدی بنایا جا چکا تھا۔ کھیم کرن سیکٹر میں دشمن کے دو جوابی حملے ناکام بنا دیے گئے۔

صدر ایوب نے سیکرٹری جنرل اوتھانٹ کو جواب دیا کہ جنگ بندی بامقصد ہونی چاہیئے۔

شاستری نے چین کا الٹی میٹم مسترد کر دیا۔

بھارتی طیاروں نے نارووال کے قریب مسافر گاڑی پر پھر حملہ کیا۔

مرکزی وزیر اطلاعات خواجہ شہاب الدین نے کاسابلانکا میں عرب سربراہوں سے ملاقات کی۔

دنیا بھر کے اخبارات کی جانب سے بھارتی حملے کی مذمت اور کشمیریوں کے حق خودارادیت کی حمایت کی گئی۔

بھارت کو چین کے الٹی میٹم پر برطانیہ اور امریکا کی جانب سے اظہار تشویش کیا گیا۔

۱۸ ستمبر

پاک فضائیہ نے انبالہ کے ہوائی اڈے پر بمباری کر کے چار کینبرا طیارے تباہ کر دیے۔ قصور میں دشمن کے دو فائٹ طیارے گرا لیے گئے۔ جن سے تباہ ہونے

والے بھارتی طیاروں کی تعداد ۱۰۶ تک جا پہنچی ۔واہگہ، اٹاری اور کھیم کرن کے محاذ پر دشمن کے تمام حملے ناکام بنادیئے گئے۔

کاسابلانکا میں عرب سربراہوں نے اپیل کی کہ پاکستان اور بھارت کا تنازعہ اقوام متحدہ کی قراردادوں کے مطابق حل کیا جائے۔

بھارتی فوج کے گرفتار شدہ افسروں کے بیانات کہ بھارت اگر کشمیر پاکستان کے حوالے کردے تو جنگ بند ہوسکتی ہے۔

ترکی کی تمام سیاسی پارٹیوں کی جانب سے پاکستان کے موقف کی مکمل حمایت کا اعلان کیا گیا۔

سلامتی کونسل میں پاکستان کے مندوب مسٹر ایس۔ایم ظفر کی تقریر کہ کشمیریوں کا حق خودارادیت تسلیم کیے بغیر جنگ بند نہیں ہوسکتی۔

چینی فوجوں نے سکم کی سرحد پر مورچے سنبھال لیے۔

۱۹ستمبر

فرانس، ہالینڈ اور اردن نے سلامتی کونسل سے مسئلہ کشمیر کے مستقل حل کا مطالبہ کیا۔

وزیراعظم اردن نے پاکستان کی حمایت کا اعلان کیا۔

سیالکوٹ جموں محاذ پر چالیس بھارتی ٹینک اور متعدد توپیں تباہ اور سینکڑوں بھارتی فوجیوں کو ہلاک کردیا گیا۔تین کمیشنڈ آفیسر اور چار جونیئر کمیشنڈ آفیسر اور ایک سو دو بھارتی سپاہی گرفتار کر لیے گئے۔واہگہ اٹاری سیکٹر میں دشمن کا دوطرفہ حملہ ناکام بنادیا گیا۔راجستھان میں دشمن کی ایک اور چوکی تباہ اور بھارت کا ایک اور طیارہ گرا لیا گیا۔

روسی وزیراعظم مسٹر کوسیجن کی طرف سے پاکستان اور بھارت میں تصفیہ کرانے کی پیشکش کی گئی۔

چین نے بھارت کو دیے جانے والے الٹی میٹم کی معیاد میں توسیع کر دی۔

فضائیہ کے کموڈور ایم۔اختر کو ائیر وائس مارشل بنا دیا گیا۔

۲۰ ستمبر

سیالکوٹ، جموں محاذ پر پاکستانی فوجیں بھارتی علاقے میں داخل ہو کر دشمن پر دباؤ ڈالنے لگیں۔ بھارت کے دو اور طیارے، واہگہ، اٹاری سیکٹر میں بارہ ٹینک تباہ کر دیے گئے۔

سلامتی کونسل نے قرارداد منظور کی کہ بھارت اور پاکستان ۲۲ ستمبر کی دوپہر سے جنگ بند کر دیں۔قرارداد میں کشمیر کا ذکر نہ ہونے پر پاکستانی مندوب نے احتجاج کیا۔

۲۱ ستمبر

بھارتی وزیر اعظم نے اعلان کیا کہ پاکستان مان جائے تو ہم بھی جنگ بندی کے لیے تیار ہیں۔

واہگہ، اٹاری سیکٹر میں پاکستانی طیاروں کی تباہ کن بمباری نے دشمن کی توپیں خاموش کر دیں۔ دو طیارے، بارہ ٹینک، تین ٹینک شکن توپیں، بیس ٹرک اور گولہ بارود کے ذخائر تباہ کر دیے گئے۔غیر معمولی بہادری کا مظاہرہ کرنے پر پاکستان کی بری فوج کے افسروں اور جوانوں کو ۴۲ تمغے اور اعزازات دیے گئے۔

صدر ایوب نے راولپنڈی میں حزب اختلاف کے لیڈروں سے ملاقات کی۔

کراچی، ڈھاکہ، چٹاگانگ اور لاہور میں اینگلو امریکی رویہ کی مذمت کے لیے طلباء نے زبردست مظاہرے کیے۔

۲۲ ستمبر

صدر ایوب نے نشری تقریر میں کہا کہ پاکستان نے عالمی امن کی خاطر فائر بندی منظور کر لی ہے۔فائر بندی ۲۳ ستمبر کو صبح تین بجے سے ہو گی۔لیکن ہماری

فوجیں موجودہ مورچوں پر ڈٹی رہیں گی۔ سلامتی کونسل کی قرارداد کو انہوں نے ناکافی قرار دیا۔

پاک فوج نے راجستھان سیکٹر میں مزید پانچ چوکیوں پر قبضہ کرلیا۔ فائر بندی سے تھوڑی دیر پہلے بھارتی بحریہ نے پاکستان کے بحری یونٹ پر حملہ کیا مگر پاکستانی بحریہ نے بھارت کا ایک جنگی جہاز ڈبو دیا۔

۱۷ دن کی جنگ میں بھارت کے ۱۱۰ طیارے، ۵۱۶ ٹینک، بے شمار بکتر بند گاڑیاں اور دوسرا فوجی سامان تباہ کیا گیا اور اس کے ۱۶۱۷ مربع میل علاقے پر قبضہ کیا گیا۔

وزیر خارجہ مسٹر بھٹو نے سلامتی کونسل کے ہنگامی اجلاس میں اپنی تاریخی تقریر میں خبردار کیا کہ اگر کشمیر کا مسئلہ جلد حل نہ کیا گیا تو پاکستان کیم جنوری ۱۹۶۶ء سے اقوام متحدہ سے الگ ہو جائے گا۔

صدر ایوب کو امریکی صدر نے یقین دلایا کہ تنازعات حل کرنے میں امریکا پوری مدد دے گا۔

راجستھان میں سات بھارتی افسر اور نوے سپاہی گرفتار کر لیے گئے۔ کھیم کرن سیکٹر میں ایک طیارہ مار گرایا گیا جس میں بھارت کے سابق کمانڈر انچیف جنرل کری آپا کا لڑکا سوار تھا۔ اسے گرفتار کرلیا گیا۔

پاک بھارت جنگ ۱۹۶۵ء میں نقصانات

اس جنگ میں دونوں ملکوں کے نقصان کا اندازہ درج ذیل گوشوارے سے لگایا جاسکتا ہے۔

نقصان	پاکستان	بھارت
ہلاک ہونے والوں کی تعداد	۱۰۳۳	۹۵۰۰
زخمی ہونے والوں کی تعداد	۲۱۷۱	۱۱۰۰۰

لاپتہ	۶۳۰	۱۷۰۰ (بھارت کے مطابق)
ٹینکوں کا نقصان	۱۶۵	۵۱۶
تباہ ہونے والے طیارے	۱۴	۱۱۰

سلامتی کونسل کی جنگ بندی کے لیے قرارداد

پاکستان اور بھارت کے درمیان فائر بندی کے لیے سلامتی کونسل نے جو قرارداد منظور کی تھی۔ اس کا متن یہ ہے۔

''سلامتی کونسل نے سیکرٹری جنرل اوتھانٹ کی اس رپورٹ پر غور کیا ہے جو انہوں نے بھارت اور پاکستان کی حکومتوں سے گفت وشنید کے بعد پیش کی ہے۔ کونسل سیکرٹری جنرل کی ان کوششوں کا اعتراف کرتی ہے جو انہوں نے کونسل کی ۴ ستمبر اور ۶ ستمبر کی قراردادوں کے مقصد کو پورا کرنے کے سلسلے میں کی ہیں۔ کونسل نے پاکستان اور بھارت کے نمائندوں کے نظریات بھی سن لیے ہیں اور کونسل فریقین کے ان اختلافات سے بھی آگاہ ہو چکی ہے جو انہوں نے سیکرٹری جنرل کی رپورٹ میں جنگ بندی کی تجویز کے متعلق ظاہر کیے ہیں۔ خاص طور پر کونسل نے بڑی تشویش سے یہ بھی محسوس کر لیا ہے کہ اب تک فریقین نے جنگ بند نہیں کی۔ اور اسے اس امر کا یقین ہو چکا ہے کہ بھارت اور پاکستان کے مابین کشمیر کے قضیہ اور اس سے متعلق دیگر مسائل پر باہمی اختلافات دور کر کے تمام جھگڑوں کا پرامن حل تلاش کرنے سے پہلے جنگ بندی ازبس ضروری ہے۔ لہٰذا سلامتی کونسل مطالبہ کرتی ہے کہ

۲۲ ستمبر ۱۹۶۵ء کو گرین وچ ٹائم کے مطابق ٹھیک صبح کے سات بج کر ۵ منٹ پر جنگ بندی کر دی جائے اور دونوں حکومتیں جنگ بند کرنے کا حکم اپنی افواج کو دے دیں۔ اس کے بعد تمام فوجیں ان مورچوں پر واپس چلی جائیں جہاں وہ ۱۵ اگست ۱۹۶۵ء کے دن تھیں۔

سلامتی کونسل سیکرٹری جنرل سے درخواست کرتی ہے کہ وہ ایسی ہر ضروری امداد مہیا کریں جس سے جنگ بندی اور فوجوں کو پیچھے ہٹا لینے کے کام کی پوری نگرانی ہو سکے۔

سلامتی کونسل تمام ممالک سے درخواست کرتی ہے کہ وہ ایسے ہر اقدام سے احتراز کریں جس سے علاقے میں صورت حال بگڑنے کا اندیشہ ہو۔ سلامتی کونسل کی چھ ستمبر والی قرارداد کے اس حصے پر عمل کے بعد، جو جنگ بندی کی کاروائی سے متعلق ہے کونسل اس مسئلے پر غور کرے گی کہ بھارت اور پاکستان کے درمیان ان مسائل کے حل میں کیا مدد دی جا سکتی ہے جو بھارت اور پاکستان کی موجودہ جنگ کی اصل بناء کی حیثیت رکھتے ہیں۔

دریں اثناء سلامتی کونسل بھارت اور پاکستان سے مطالبہ کرتی ہے کہ وہ ایسے تمام ممکن العمل طریقے اختیار کریں جو اقوام متحدہ کے منشور کے آرٹیکل ۳۳ میں درج ہیں اور سیکرٹری جنرل سے مزید درخواست کرتی ہے کہ اس قرارداد پر عمل درآمد کرانے کے لیے ہر ممکن کوشش کریں۔ نیز وہ سلامتی کونسل کے سامنے اپنی کارگزاری کے نتائج پیش کریں۔

جنگ بندی سے متعلق قرارداد سلامتی کونسل کے ۲۰ ستمبر کے اجلاس میں پیش کی گئی۔ کونسل کے گیارہ میں دس ارکان نے اس کے حق میں ووٹ دیے۔ اردن نے اپنا ووٹ استعمال نہیں کیا۔

پاکستان کے وزیر قانون جناب ایس۔ ایم ظفر نے جو سلامتی کونسل میں پاکستانی وفد کی قیادت کر رہے تھے، کونسل نے پاکستان کا یہ اعتراض کاروائی میں درج کرایا کہ قرارداد میں کشمیر میں رائے شماری سے متعلق کوئی شق نہیں رکھی گئی۔ انہوں نے اس بین الاقوامی ادارے کو اس کی یہ ذمہ داری یاد دلائی کہ کشمیریوں کو حق خود ارادیت ملنا چاہیے۔

۲۳ ستمبر کو فائر بندی ہوئی۔ روسی وزیر اعظم نے صدر ایوب اور شاستری کی ملاقات کی تجویز پیش کی تا کہ اس جنگ کے اصل سبب کو دور کیا جا سکے۔ تین ماہ تک صلاح مشورے ہوتے رہے۔ اور طے پایا کہ دونوں ملکوں کے سربراہان کی کانفرنس تاشقند میں جنوری میں منعقد ہو گی۔ اس دوران میں بھارتی افواج نے سرحدی خلاف ورزیوں کا سلسلہ جاری رکھا۔

اعلان تاشقند

بڑی طاقتیں جنہوں نے بھارت کو تباہی سے بچانے کے لیے جنگ بندی کرائی تھی، جنگ بندی کو صرف فوجوں کے انخلاء تک محدود رکھنا چاہتی تھیں ۔ دوسری طرف پاکستان کا موقف یہ تھا کہ پاکستان اور بھارت کے درمیان جنگ کا اصل سبب یعنی مسئلہ کشمیر کے حل کے لیے اقدامات کیے جائیں اور فوجیں ہٹانے کے ساتھ ساتھ تصفیہ کشمیر کے لیے بھی گفتگو کی جائے ۔ چنانچہ سلامتی کونسل کی ۲۰ ستمبر والی قرارداد میں تصفیۂ کشمیر کے لیے ضروری اقدامات کا یقین دلایا گیا تھا۔ اس لیے پاکستان نے اسے منظور کرلیا ۔ مگر بھارت نے قرارداد منظور ہو جانے کے بعد اعلان کر دیا کہ وہ کشمیر کے بارے میں کسی کاروائی کا پابند نہیں ۔ روسی لیڈروں کی کوششوں سے پاکستان کے صدر ایوب خان اور بھارتی وزیر اعظم مسٹر شاستری تاشقند میں ملاقات کرنے پر تیار ہو گئے ۔ اور بھارتی حکومت تاشقند کانفرنس میں مسئلہ کشمیر کو بھی زیر بحث لانے پر آمادہ ہو گئی ۔ روسی وزیر اعظم مسٹر کوسیجن نے کانفرنس کو کامیاب بنانے کے لیے مقدور بھر کوشش کی ۔ یکم جنوری ۱۹۶۶ء کو صدر ایوب نے اپنی ماہانہ نشری تقریر میں اعلان کیا کہ تاشقند کانفرنس برصغیر کی تاریخ میں ایک اہم موڑ ثابت ہو سکتی ہے ۔

تاشقند کانفرنس ۴ جنوری ۱۹۶۶ء کو شروع ہوئی ۔ اس کا افتتاح روسی وزیر اعظم مسٹر الیکسی کوسیجن نے کیا۔ صدر ایوب نے روسی وزیر اعظم سے مذاکرات کے طریق کار کے متعلق تبادلۂ خیالات کے لیے دوبارہ ملاقات کی ۔ بھارتی وزیر اعظم مسٹر لال بہادر شاستری نے تاشقند میں اعلان کیا کہ اس کانفرنس سے تنازعۂ کشمیر کا کوئی نہ کوئی حل نکل آئے گا۔ ایک ہفتے تک کانفرنس جاری رہی ۔ اس میں کئی بار بات چیت کی ناکامی کا خدشہ پیدا ہوا اور کئی بار امید بندھی ۔ اس دوران صدر ایوب نے مسٹر شاستری سے کشمیر کے متعلق تبادلۂ خیال بھی کیا۔ بالآخر روسی وزیر اعظم مسٹر کوسیگن کی

کوششوں سے صدر ایوب اور وزیر اعظم شاستری ایک نو نکاتی مشترک اعلان پر متفق ہو گئے۔ اس معاہدے کے نمایاں پہلو یہ تھے:

صدر پاکستان اور وزیر اعظم بھارت نے تنازعہ کشمیر پر بھی بات چیت کی اور دونوں نے اپنے اپنے نقطۂ نظر کی وضاحت کی۔

یہ طے پایا کہ دونوں ممالک کے درمیان سفارتی مشن معمول کے مطابق کام شروع کر دیں گے۔

دونوں ملکوں کی فوجیں ۲۵ فروری ۱۹۶۶ء تک ان مورچوں پر واپس چلی جائیں گی جن پر وہ ۱۵ اگست ۱۹۶۵ء سے قبل تھیں۔ دونوں سربراہوں نے اقوام متحدہ کے منشور پر پابند رہنے کا عہد کیا جس کے تحت باہمی جھگڑے طاقت سے نہیں، بلکہ پر امن طور پر حل کیے جائیں گے۔

طے پایا کہ دونوں ملکوں کے درمیان اقتصادی، تجارتی اور ثقافتی تعلقات بحال کرنے کے سلسلے میں اقدامات کیے جائیں گے اور مواصلات کا سلسلہ بھی بحال کر دیا جائے گا۔

دونوں سربراہوں نے جنگی قیدیوں کی واپسی کے سلسلے میں اتفاق رائے کیا اور طے کیا کہ دونوں ملکوں کے درمیان اب تک جو معاہدے ہوئے ہیں۔ ان پر عمل کیا جائے گا۔

آپس میں اس امر پر اتفاق ہو گیا کہ دونوں ملک اپنے ہاں ایسی فضا پیدا کریں گے کہ ایک ملک کے لوگوں کا ترک وطن کر کے دوسرے ملک میں جانا بند ہو جائے۔ اس سلسلے میں دونوں ملک اپنے اپنے ہاں سے لوگوں کے اخراج سے متعلق مسائل اور ان کی جائیدادوں کی واپسی کے معاملے پر غور و خوض جاری رکھیں گے۔

دونوں ملک ایک دوسرے کے خلاف پروپیگنڈا بند کر دیں گے۔

صدر پاکستان اور بھارتی وزیر اعظم نے طے کیا کہ ایسے معاملات پر غور کرنے

کے لیے جن کا تعلق براہ راست ایک دوسرے کے ملک سے ہو۔ وہ اعلیٰ سطح یا دوسری سطحوں پر کانفرنسیں کر کے تصفیہ کریں گے۔

دونوں سربراہوں نے اس ضرورت کو محسوس کر لیا کہ دونوں ملکوں کی حکومتیں ایسے ادارے قائم کریں گی جو دونوں ملکوں کے باہمی تعلقات کے متعلق باقاعدہ اپنی اپنی حکومت کو رپورٹ مہیا کریں تاکہ یہ فیصلہ کیا جا سکے کہ باہمی تعلقات سدھارنے کے لیے مزید کیا اقدامات کیے جا سکتے ہیں۔

فریقین نے اس امر پر اتفاق کیا کہ باہمی تعلقات اس اصول پر استوار کیے جائیں کہ ایک دوسرے کے اندرونی معاملات میں مداخلت نہیں کی جائے گی۔

صدر ایوب اور مسٹر شاستری نے اعلان تاشقند کے مقدمے میں ہی اس امر پر باہمی اتفاق ظاہر کیا کہ دونوں ملکوں کے درمیان دوستانہ تعلقات استوار کرنے کی کوشش کی جائے گی۔

....

۱۹۶۵ء فوجی اعزازات حاصل کرنے والے

ہندوستان کے پاکستان پر مکروہانہ حملہ کے دوران پاک بری، بحری اور فضائی فوج کے افسروں اور سپاہیوں نے نامساعد حالات کے باوجود اپنی جرأت، بہادری اور قوت ایمانی کے مظاہرے کیے۔ وہ نہ صرف ہمارے لیے باعث فخر و انبساط ہیں بلکہ ان سے روشنی کی ایسی شعاعیں نمودار ہوئیں جو ہمیں اور آئندہ نسلوں کو راہ دکھاتی رہیں گی وہ افسر اور سپاہی پاکستان کے ہر فرد کے دل کی گہرائیوں میں ہمیشہ کے لیے جاگزیں ہو گئے ہیں۔ جنھوں نے اپنی جانوں کو خطرے میں ڈال کر ملک اور قوم کی حفاظت کی۔ اس جنگ کے بعد دیے گئے فوجی اعزازات کی تفصیل یہ ہے:۔

نمبر شمار	عہدہ	نام	اعزاز
۱۔	میجر	راجہ عبدالعزیز بھٹی	نشان حیدر
۲۔	میجر جنرل	سرفراز خان	ہلال جرأت
۳۔	میجر	یحییٰ خان	ہلال جرأت
۴۔	بریگیڈیئر	عبدالقیوم شہید	ہلال جرأت
۵۔	//	امیر عبداللہ خان نیازی	//
۶۔	//	احسن رشید شامی شہید	//
۷۔	لیفٹیننٹ کرنل	محمد جمشید	ستارہ جرأت
۸۔	//	صاحبزادہ گل شہید	//
۹۔	//	امیر حمزہ خان	//
۱۰۔	//	ذوالفقار علی خان	//
۱۱۔	//	الطاف حسین انجینئر	//
۱۲۔	میجر	غلام حسین خان	//
۱۳۔	//	نذر حسین اے۔سی	//
۱۴۔	//	محمد حسین ملک	//
۱۵۔	//	عبدالرب نیازی	//
۱۶۔	//	محمد تاج (پنجاب رجمنٹ)	//
۱۷۔	//	سید انور حسین بلوچ	//
۱۸۔	//	دوست محمد حیات	//
۱۹۔	//	حق نواز کیانی	//
۲۰۔	//	محمد افتخار عسکری	//

نمبر شمار	عہدہ	نام	اعزاز	رجمنٹ
۲۱۔	میجر	عبدالعلیم آفریدی	ستارہ جرأت	آرٹلری
۲۲۔	//	شفقت حسین خان	//	بلوچ رجمنٹ
۲۳۔	//	محمد آصف حسین خان	//	اے۔سی
۲۴۔	//	محمد اسلم جنجوعہ	//	پنجاب رجمنٹ
۲۵۔	//	محمد اختر	//	آرٹلری
۲۶۔	//	عاقل داد	//	فرنٹیر فورس
۲۷۔	//	ملک آفتاب احمد خان	//	انجینئرز
۲۸۔	//	محمد یونس	//	پنجاب
۲۹۔	//	منور خان	//	آزاد کشمیر
۳۰۔	//	خادم حسین شہید	//	۔
۳۱۔	بریگیڈیئر	نوازش علی	ہلال جرأت	۔
۳۲۔	لیفٹیننٹ کرنل	اے۔ٹی۔کے۔حق	ستارہ جرأت	۔
۳۳۔	//	احمد خان	//	۔
۳۴۔	//	محمد ممتاز خان	//	۔
۳۵۔	میجر	اصغر احمد خان	//	۔
۳۶۔	//	عبدالشکور خان	تمغۂ قائداعظم	۔
۳۷۔	کیپٹن	محمد سعید	ستارہ جرأت	۔
۳۸۔	//	عبدالرحمٰن	//	۔
۳۹۔	//	ارشد محمود	//	۔
۴۰	صوبیدار	عظیم خان	//	۔

۴۱۔	صوبیدار	محمد علی	ستارہ جرأت	۔
۴۲۔	//	کرم داد	//	۔
۴۳۔	نائب رسالدار	عبدالرحمٰن	//	۔
۴۴۔	میجر	منشا خان	//	۔
۴۵۔	کیپٹن	راجہ اصغر علی	//	پنجاب رجمنٹ
۴۶۔	//	شفیق احمد	//	فرنٹیئر فورس
۴۷۔	//	آغا عبدالرحمٰن	//	۔
۴۸۔	//	احمد زئی بلوچ	//	۔
۴۹۔	//	نثار احمد شہید	//	انجینئرز
۵۰۔	//	فاروق احمد بلوچ	//	۔
۵۱۔	//	معظم علی شاہ	//	آرٹلری
۵۲۔	//	شیر محمد	//	آزاد کشمیر رجمنٹ
۵۳۔	لیفٹیننٹ	محمد طارق	//	فرنٹیئر فورس
۵۴۔	//	محمد قیس	//	۔
۵۵۔	سیکنڈ لیفٹیننٹ	فرید احمد بخاری	//	فرنٹیئر فورس
۵۶۔	رسالدار	غلام علی خان شہید	//	۔
۵۷۔	صوبیدار	محمد اسرائیل خان	//	آزاد کشمیر رجمنٹ
۵۸۔	//	محمد علی	//	ایسٹ بنگال //
۵۹۔	//	اقبال خان بلوچ	//	۔
۶۰۔	//	گل نواز	//	آرٹلری
۶۱۔	//	عظیم خان	//	ایسٹ بنگال //
۶۲۔	نائب صوبیدار	محمد عزیز خان	ستارہ جرأت	آزاد کشمیر رجمنٹ

۶۳۔	//	سلطان سکندر	//	پنجاب //
۶۴۔	//	محمد اکبر خان	//	آرٹلری
۶۵۔	//	محمد یعقوب	//	خیبر رائفلز
۶۶۔	صوبیدار	خونان گل	//	فرنٹیر فورس
۶۷۔	//	اللہ دتہ	//	//
۶۸۔	دفع دار	علی اکبر	تمغۂ جرأت	۔
۶۹۔	//	نور محمد	//	۔
۷۰۔	حوالدار	عبدالرحمٰن	//	۔
۷۱۔	//	عطاء الرحمٰن	//	۔
۷۲۔	//	ظہیر الحق	//	پٹھان رجمنٹ
۷۳۔	//	اللہ دتہ	//	فرنٹیر فورس
۷۴۔	//	شہزاد خان بلوچ شہید	//	۔
۷۵۔	//	خاکی جان شہید	//	فرنٹیر فورس
۷۶۔	//	گل امیر	//	//
۷۷۔	//	فضل حسین بلوچ شہید	//	۔
۷۸۔	//	آغا محمد شہید	//	پنجاب رجمنٹ
۷۹۔	//	محمد افضل	//	//
۸۰۔	//	محمد انور	//	سگنلز
۸۱۔	//	محمد شریف شہید	//	بلوچ رجمنٹ
۸۲۔	لانس دفعدار	عبدالستار	//	۔
۸۳۔	لانس دفعدار	فیض حسین	تمغۂ جرأت	۔
۸۴۔	//	محمد تاج	//	پنجاب رجمنٹ

۸۵۔	نائیک	محمد صابر خان	//	آزاد کشمیر //
۸۶۔	//	طفور الاسلام شہید	//	۔
۸۷۔	//	صابر حسین	//	فرنٹیر رجمنٹ
۸۸۔	//	گل مرجان شہید	//	//
۸۹۔	//	مہربان خان	//	//
۹۰۔	//	غفران شاہ	//	//
۹۱۔	//	منصف خان	//	پنجاب رجمنٹ
۹۲۔	حوالدار	فتح خان	//	۔
۹۳۔	لانس دفعدار	عبدالستار	//	۔
۹۴۔	اے۔ایل۔ڈی	عبدالمجید	//	۔
۹۵۔	لانس نائیک	حشمت اللہ	//	۔
۹۶۔	//	عبدالہاشم	//	۔
۹۷۔	//	امین اللہ	//	۔
۹۸۔	سپاہی ڈرائیور	محمد مرتضی	//	۔
۹۹۔	نائیک	محمد عجائب	//	پنجاب رجمنٹ
۱۰۰۔	//	منیر الحق شہید	//	ایسٹ بنگال //
۱۰۱۔	//	منظور حسین شاہ شہید	//	پنجاب رجمنٹ
۱۰۲۔	لانس نائیک	محمد اکبر خان شہید	//	۔
۱۰۳۔	//	محمد نواز	//	آرٹلری
۱۰۴۔	لانس نائیک	عباس	تمغۂ جرأت	فرنٹیر فورس
۱۰۵۔	//	عبدالعلی بلوچ	//	۔
۱۰۶۔	سپاہی	محمد خان شہید	//	آزاد کشمیر رجمنٹ

۱۰۷۔	//	وزیر حسین شاہ شہید	//	//
۱۰۸۔	//	محمد اصغر	//	پنجاب رجمنٹ
۱۰۹۔	//	اکبر علی بلوچ	//	۔
۱۱۰۔	//	یوسف علی بلوچ شہید	//	۔
۱۱۱۔	//	محمد افسر شہید	//	فرنٹیر فورس
۱۱۲۔	//	حشمت اللہ	//	ایسٹ بنگال رجمنٹ
۱۱۳۔	//	عبدالہاشم	//	//
۱۱۴۔	//	امین اللہ	//	//
۱۱۵۔	گن ڈرائیور	نور حسین	//	آرٹلری
۱۱۶۔	سگنل مین	محمد خان شہید	//	سگنلز

اعزازات کے علاوہ درج ذیل افراد کو امتیازی سندوں سے نوازا گیا ہے۔

نمبر شمار	عہدہ	نام
۱۔	میجر	ایم۔اے حق مرزا آزاد کشمیر رجمنٹ
۲۔	میجر جنرل	اقبال سکندر
۳۔	میجر	عبدالعزیز
۴۔	//	محمد اشرف
۵۔	//	محبوب علی خان
۶۔	//	میاں فقیر احمد
۷۔	میجر	محمد سعید
۸۔	//	شفیق احمد خان
۹۔	//	محمد شریف بلوچ
۱۰۔	//	یوسف علی خان

۱۱۔	//	محمد بختیار حسین خان
۱۲۔	//	الٰہی بخش خان
۱۳۔	//	سردار محمد فیروز الدین
۱۴۔	//	انوار الحق
۱۵۔	//	سکندر خان
۱۶۔	//	فیض حق
۱۷۔	//	حسین خان
۱۸۔	//	محمد اقبال قریشی
۱۹۔	//	محمد سرور خان
۲۰۔	//	لقمان محمود
۲۱۔	//	مظفر خان ملک
۲۲۔	//	جہانزیب خان
۲۳۔	//	خالد مجید نیازی
۲۴۔	//	محمد یوسف خان
۲۵۔	//	سلطان میر
۲۶۔	//	مصطفےٰ خان
۲۷۔	//	ایم ۔ اسلم ۔ عالم
۲۸۔	میجر	محمود الرحمٰن چودھری
۲۹۔	//	خواجہ محمد اسماعیل
۳۰۔	//	محمد فاروق خان
۳۱۔	//	عنایت اللہ خان
۳۲۔	//	محمد سرور چودھری

۳۳۔	//	غلام محمد خان درانی
۳۴۔	//	عبدالمجید نیازی
۳۵۔	//	خالد محمود
۳۶۔	//	چوہدری اکرام اللہ عثمانی
۳۷۔	//	غلام سرور خان
۳۸۔	//	آصف شاہ شاد
۳۹۔	//	یار محمد بلوچ
۴۰۔	//	رفیع احمد
۴۱۔	//	محمد اکبر خان
۴۲۔	//	محمد اکبر
۴۳۔	//	بشیر احمد خان
۴۴۔	//	سید اعجاز احمد
۴۵۔	//	سید افتخار علی شاہ
۴۶۔	//	احمد سلیم شیخ
۴۷۔	//	محمد محسن
۴۸۔	//	عبدالحمید بٹ
۴۹۔	میجر	آغا سالار احمد شاہ
۵۰۔	//	مظہر الدین حسن صدیقی
۵۱۔	//	عبدالحق
۵۲۔	//	منصور الحق ملک
۵۳۔	//	محمد امتیاز علی بلوچ
۵۴۔	//	آغا ذوالفقار علی

۵۵۔	//	محمد عباس خان
۵۶۔	//	عبداللطیف خان
۵۷۔	//	محمد توفیق مرزا
۵۸۔	//	محمد اسلم خان
۵۹۔	//	عبدالکریم ڈار
۶۰۔	//	ملک حکمت خان
۶۱۔	//	محمد مقیم الدین
۶۲۔	//	سید ریاض حسین شاہ
۶۳۔	//	قاضی سیدالدین
۶۴۔	//	محمد آفندی
۶۵۔	//	منصر احمد سائل
۶۶۔	//	منصورالحسن
۶۷۔	//	میر عابد حسین
۶۸۔	//	سید مستیز احمد
۶۹۔	//	اختر اقبال ملک
۷۰۔	میجر	محمد عبداللطیف
۷۱۔	//	ریاض احمد
۷۲۔	//	عباس علی
۷۳۔	//	ناصر عباس
۷۴۔	//	خالد یاسین
۷۵۔	//	خورشید انور امامی
۷۶۔	کیپٹن	احمد سعید باجوہ

۷۷۔ // مظفر حسین مرزا

۷۸۔ // راجہ راحت لطیف

۷۹۔ // عبدالرشید خان

۸۰۔ // محمد اسحاق ضیاء

۸۱۔ // محمد شفیع

۸۲۔ // فیروز خان

۸۳۔ // محمد رشید خان

۸۴۔ // نوابزادہ میر عزیز

۸۵۔ // شمس الزمان

۸۶۔ // اختر محمود ملک

۸۷۔ // راجہ جاوید اختر

۸۸۔ // محمد جرجیس خان

۸۹۔ // این۔اے۔وحید

۹۰۔ // الطاف احمد خان

۹۱۔ کیپٹن گلاب خان

۹۲۔ // سید مشتاق حسین

۹۳۔ // سید ظفر مہدی

۹۴۔ // فہیم الدین انصاری

۹۵۔ // آفتاب احمد بلوچ

۹۶۔ // نعمان محمود

۹۷۔ // سجاد احمد ہاشم

۹۸۔ // جمیل اختر خالد

۹۹۔	//	نذر حسین
۱۰۰۔	//	محمد سجاد یونس
۱۰۱۔	//	خالد سعید خان
۱۰۲۔	//	محمد اشرف بلوچ
۱۰۳۔	//	مختار حسین شاہ
۱۰۴۔	//	فاروق احمد خان
۱۰۵۔	//	ارشاد علی رشید
۱۰۶۔	//	ناصر نواز جنجوعہ
۱۰۷۔	//	اسرار حسنین
۱۰۸۔	//	ریاض احمد
۱۰۹۔	//	سید شاہد عباس
۱۱۰۔	//	جہانگیر ملک
۱۱۱۔	//	سلیم اختر
۱۱۲۔	کیپٹن	خواجہ معین الدین
۱۱۳۔	//	انور احمد خان
۱۱۴۔	//	خالد اے۔ خان
۱۱۵۔	//	شمشاد علی خان
۱۱۶۔	//	عبدالمجید
۱۱۷۔	لیفٹیننٹ	محمد نسیم خان
۱۱۸۔	//	منور احمد میر
۱۱۹۔	//	سید اظہر حسین نقوی
۱۲۰۔	//	سعید الدین

۱۲۱۔	//	جمل خان
۱۲۲۔	//	عبدالقدوس مرزا
۱۲۳۔	//	احمد افضل
۱۲۴۔	//	محمود جاوید
۱۲۵۔	//	پرویز مشرف
۱۲۶۔	//	طارق خلیل
۱۲۷۔	//	اظہر علی شاہ
۱۲۸۔	//	محمد اقبال
۱۲۹۔	//	خالد سعید احمد
۱۳۰۔	//	ابواب علی رانا
۱۳۱۔	//	مشتاق احمد بلوچ
۱۳۲۔	سیکنڈ لیفٹیننٹ	محمد عبدالحلیم
۱۳۳۔	سیکنڈ لیفٹیننٹ	محمد صلاح الدین
۱۳۴۔	//	عبد
۱۳۵۔	//	محمد زمان خان
۱۳۶۔	//	داون خان
۱۳۷۔	رسالدار میجر	محمد اسلم
۱۳۸۔	صوبیدار میجر	عظمت علی
۱۳۹۔	//	خدا بخش
۱۴۰۔	//	محمد افسر
۱۴۱۔	//	محمد شفیع
۱۴۲۔	رسالدار	خوشی محمد

۱۴۳۔ // پھول بادشاہ

۱۴۴۔ // مبارک احمد

۱۴۵۔ // محمد یوسف

۱۴۶۔ // غلام محمد

۱۴۷۔ صوبیدار علم شیر

۱۴۸۔ // غلام رسول

۱۴۹۔ // محمد حسین شاہ

۱۵۰۔ // ملک شیر

۱۵۱۔ // سرور خان

جنگ کے دوران بے لوث خدمات انجام دینے پر درج ذیل افراد کو سول ایوارڈز دیے گئے۔

عہدہ	نام	اعزاز
میجر جنرل	وصال محمد خان	ستارۂ پاکستان
ائیر کموڈور	سرور حسین	//
//	اے۔ رحیم خان	//
//	ڈبلیو۔ جے۔ ایم ترووینز	//
میجر جنرل	سلیم احمد سیال	ستارۂ قائد اعظم
بریگیڈئیر	خواجہ محمد اظہر خان	//
//	مظہر الحق	//
کرنل	عبدالحمید خان	//
//	محمد اکبر خان	//
گروپ کیپٹن	ایم۔ اے ڈوگر	//

//	زیڈ۔اے چودھری	//
//	سعید اللہ خان	//
//	جی۔حیدر	//
//	ایم۔کے عباسی	//
//	ٹی۔ایس جان	//
//	ایس۔ایچ ملک	//
بریگیڈیئر	مسعود محمدی	ستارۂ خدمت
//	قربان علی خان	//
//	خداداد خان	//
کرنل	ملک شیر افضل خان	//
//	میاں اعجاز احمد	//
لیفٹیننٹ کرنل	عظمت بخش اعوان	ستارۂ خدمت
کموڈور	ایس۔اے رؤف	//
//	مظفر حسن	//
//	ایس۔زیڈ حسنین	//
میجر	سعد اللہ رشید	تمغۂ پاکستان
//	محمد کریم اللہ	//
لیفٹیننٹ کرنل	ریاض عظیم	//
میجر	محمد خان	//
لیفٹیننٹ کرنل	ممتاز حسین	//
//	محمد انیس الرحمٰن خان	//
میجر	علی مسعود اکرم	//

//	محمود الحسن	//
//	غیاث الدین قاضی	//
کیپٹن	آر۔ایم۔عزیر	//
//	اے۔حنیف	//
//	اے۔یو۔باجوہ	//
//	ایم۔بی۔احمد	//
//	آر۔اے۔ممتاز	//
ونگ کمانڈر	ایم۔این۔انصاری	//
//	اے۔ایم۔جعفری	//
//	ایم۔زیڈ بٹ	//
ونگ کمانڈر	ایچ۔ایچ۔کریم	تمغۂ پاکستان
//	ایچ۔امان اللہ خان	//
//	ایم۔ایم۔حسن	//
//	ایم۔یو۔چوہدری	//
//	ریاض۔ایس۔ایچ	//
//	ایم۔تقی	//
//	آئی۔اے۔خان	//
//	ایم۔ایم۔خان	//
//	آئی۔ایچ۔شاہ	//
//	غلام حسن	//
//	ایس۔ایم۔ایس۔حق	//
//	جی۔ایم۔ڈین	//

لیفٹیننٹ کرنل	ایم۔این۔گوندل	تمغۂ شجاعت
ٹیکنیشن	بشیر احمد فٹر	//
کارپورل	محمد حسین	//
//	خان۔ایس۔بی۔فٹر	//
سپاہی	رضا خان	//
سٹاف آفیسر	مسٹر مسیح احمد	//
سول ڈیفنس	//	//
ڈرائیور ریلوے	محمد حبیب	//
لیفٹیننٹ کرنل	طالب حسین شاہ	تمغۂ قائد اعظم
لیفٹیننٹ کرنل	قربان حسین شاہ	تمغۂ قائد اعظم
//	میاں عبدالقیوم	//
//	میاں محمد محمود	//
//	محمد غیاث الدین	//
میجر	بشیر احمد	//
//	اعجاز عظیم	//
//	عبدالقیوم خان	//
//	عبدالرحمٰن	//
//	محمد نواز	//
//	بشیر احمد راٹھور	//
//	نذیر احمد	//
//	ایس۔اے۔عسکری	//
کیپٹن	محمد اکرم	//

//	صدیق الرحمٰن	//
//	ارشاد علی پراچہ	//
//	نصرت جہاں بیگ	//
کمانڈر	آر۔یو۔خان	//
//	اے۔اے۔کے۔وائی	//
//	ایچ۔ایچ۔	//
//	ایم۔اے۔لطیف	//
لیفٹیننٹ کمانڈر	غلام سرور	//
سکواڈرن لیڈر	انوار احمد	تمغۂ قائداعظم
//	اے۔ایس۔چوہدری	//
//	غلام مصطفےٰ	//
//	ایم۔ٹی۔صدیقی	//
//	اے۔کیو۔قاضی	//
//	کے۔اے۔جی۔خان	//
فلائنگ آفیسر	ایم۔کے۔قدیر	//
سکواڈرن لیڈر	ایم۔سعداللہ خان	//
//	اے۔کیو۔مرزا	//
//	ریاض احمد خان	//
//	سی۔ایچ۔زورزرائے	//
//	ایم۔یعقوب خان	//
//	ایم۔اے۔اعوان	//
//	زیڈ۔آئی۔بھٹی	//

فلائیٹ لیفٹیننٹ	ایم۔اے۔ملک	//
//	ضیاءاللہ ضیاء	//
فلائنگ آفیسر	محمد زبیر	//
//	ریاض احمد	//
سکواڈرن لیڈر	ریاض احمد	//
//	محمد یعقوب	//
//	این۔ایچ۔بھٹی	//
لیفٹیننٹ	اے۔ایچ۔شاہ	تمغۂ خدمت
وارنٹ آفیسر	شاہ محمد	//
//	چوہدری۔اے۔یو	//
//	ایم۔کے۔اہ	//
//	جی۔اے۔خان	//
//	مرزا الیف۔آر	//
//	ملک محمد جلال	//
//	علی محمد سندھو	//
//	راؤ محمد تحسین خان	//
//	ایس۔کے۔عباس	//
//	راجہ عبدالخالق	//
//	ایم۔اے۔شاہین	//
//	ایم۔خان	//
//	ایم۔نواز خان	//
فلائیٹ سارجنٹ	محمد حنین	//

//	محمد اقبال صدیقی	//
//	عبدالحمید	//
//	عمر خان	//
سارجنٹ	خلیل	//
//	ایم۔ فضل	//
سینئر ٹیکنیشن	اے۔ قیوم	//
سینئر ٹیکنیشن	شیخ رفیق احمد	تمغۂ خدمت
فلائیٹ لیفٹیننٹ	سی۔ ایم۔ اشرف	//
سکواڈرن لیڈر	زیڈ۔ ملک	تمغۂ قائداعظم
//	ایم۔ اے۔ شہزادہ	//
//	نورالہدیٰ خان	//
//	مقصود احمد کیانی	//
//	سی۔ ایچ۔ زمان	//
//	ایس۔ ایم۔ اظہر	//
//	رب نواز	//
//	ایم۔ اقبال خان	//
//	ایم۔ ایس۔ انور	//
فلائیٹ لیفٹیننٹ	ایم۔ ایچ۔ قدوس	//
//	ایم۔ اے۔ صدیقی	//
فلائنگ آفیسر	ایس۔ ڈبلیو۔ بی	//
سکواڈرن لیڈر	ایس۔ صلاح الدین	//
//	سی۔ ایس۔ محمود	//

//	سراج الدین صدیقی	//
//	رشید احمد کریمی	//
فلائیٹ لیفٹیننٹ	ایف۔ حیدر خان	//
//	منشی خان	تمغۂ خدمت
//	محمد نواز مرزا	//
فلائیٹ لیفٹیننٹ	معزز علی نقوی	سند خدمت اول
مذہبی استاد	وادت اللہ	//
فلائیٹ لیفٹیننٹ	مجیب ایم۔ آر	//
//	بشیر احمد	//
//	محمد نذیر	//
//	محمد صادق	//
//	ایم۔ نذیر	//
فلائیٹ سارجنٹ	سردار علی	//
//	ظہور الدین	//
//	ایف۔ آئی۔ بٹ	//
//	ایم۔ دلدار	//
//	اے۔ عباس	//
//	ایم۔ ایس۔ اختر	//
//	جی۔ ایم۔ مفتی	//
//	محمد بشیر	//
//	فیض الحسن زیدی	//
//	فہیم الدین	//

//	اختر حسین	//
سارجنٹ	ایم۔رندھاوا	//
//	محمد اکرم	//
//	محمد یٰسین	//
سارجنٹ	محمد شعبان	سند خدمت اول
//	شمشاد عالم خان	//
//	سردار محمد شیخ	//
//	محمد اسلم	//
//	فیروز خان	//
//	ظہور احمد	//
//	امیر خان	//
//	ایم۔علی	//
//	ایم۔اے۔طارق	//
//	کیو۔اے۔وہاب	//
//	ایم۔حسین	//
//	ایم۔مشتاق	//
//	اے۔رشید	//
//	محمد عجائب	//
//	کرامت اللہ	//
//	محمد اقبال	//
//	نذیر احمد	//
ٹیکنیشن	عبدالحکیم	//

سینئر ٹیکنیشن	ایس۔ایچ۔حسین	//
//	بی۔اے۔ملک	//
//	محبوب علی	//
کپل	خوشی محمد	سند خدمت اول
//	ایم۔اے۔آرزو	//
//	عبدالستار	//
//	محمد افضل	//
//	غلام اکبر	//
//	محمد اسلم	//
کپل ٹیکنیشن	افضل احمد	//
//	محمد ناصر خان	//
سپرنٹنڈنٹ	مسٹر مہر دین	//
اسسٹنٹ فورمین	مسٹر خوشی محمد	//
ہیڈ ڈرافٹ مین	مسٹر بشیر احمد	//
مستری سلیکشن گریڈ	مسٹر خانان خان	//
مستری	نذیر احمد	//
//	مسٹر عبدالتسلیم	//
ہیڈ کک	محمد سلطان	//
//	غریب اللہ	//
کک	فضل داد	//
لاسکر ٹنڈل	محمد اسماعیل	//
//	حمید گل	//

میس ویٹر	غلام رسول	//
واچ مین	ولی محمد	//
لاسکر	اعتبار خان	سند خدمت اول
//	نذیر مسیح	//
//	غلام قادر	//
//	عبداللطیف	//

پاک بھارت جنگ ۱۹۷۱ء

پاک بھارت جنگ ۷۱ء کا ویسے تو آغاز ۱۹۶۹ء میں اگرتلہ سازش کیس کے انکشاف کے بعد ہو گیا تھا جب پتہ چلا کہ بھارت نے اپنے کارندوں اور ایجنٹوں کی مدد سے مشرقی پاکستان میں علیحدگی پسندوں کو فوجی تربیت دینے اور معصوم بنگالیوں کے ذہنوں میں انتشار پیدا کرنے اور انہیں ملک کے خلاف اکسانے کا کام شروع کر دیا ہے۔ تاہم اس کا باقاعدہ آغاز ۲۲ نومبر ۱۹۷۱ء کو ہوا جب بھارت نے مشرقی پاکستان پر تین طرف سے بھرپور حملہ کر دیا۔

۳ دسمبر ۱۹۷۱ء کو بھارت مغربی پاکستان کی سرحدوں پر بھی چڑھ دوڑا۔

مشرقی پاکستان میں تعینات مٹھی بھر پاکستانی فوج نے بھارتی افواج کا بڑی دلیری سے مقابلہ کیا مگر نامساعد حالات میں ۱۶ دسمبر ۱۹۷۱ء کو ہتھیار ڈالنا پڑے اور ۹۳ ہزار پاکستانی فوجی جنگی قیدی بنا کر بھارت بھیج دیئے گئے۔

مشرقی پاکستان ایک علیحدہ ملک ''بنگلہ دیش'' بن کر دنیا کے نقشے پر ابھرا۔

۱۷ دسمبر ۱۹۷۱ء کو مغربی محاذ پر بھی جنگ بند ہو گئی۔

.... اختتام .... افواج پاکستان ....